بچوں کے لیے دلچسپ، انوکھی، سبق آموز اور منفرد کہانیاں
4 New Stories
عمرو کی کہانیاں
پاک سوسائٹی
ڈاٹ کام
STORY N
1
ماسٹر پبلشرز
المعراج سنٹر
22-اُردو بازار لاہور

عمرو عیار اور اس کی چالاکی

افراسیاب جادوگر اپنے شاہی باغ میں تخت پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ وہ نہایت پریشان نظر آ رہا تھا۔ ابھی وہ سوچ میں گم ہی تھا کہ اس کا وزیر کالا جادوگر بھی ادھر آ نکلا۔ اس نے جب اپنے بادشاہ کو پریشان دیکھا تو پوچھا کہ کیا بات ہے آقا آپ اتنا پریشان کیوں ہیں۔

افراسیاب نے وزیر سے کہا کہ عمرو عیار نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ میں اس کا مقابلہ کرنے کے لئے عرب آؤں لیکن تمہیں معلوم ہے کہ عمرو ہمیشہ طلسم ہوشربا میں آتا ہے اور ہمیں نقصان پہنچا کر چلا جاتا ہے۔ اور ہماری دولت لوٹ کر لے جاتا ہے اس نے ہماری ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اور ہم اس کا بال بھی بیکا نہیں کر پاتے۔ اب اگر ہم اس کے مقابلے کے لیے عرب نہ گئے تو وہ ہماری بہت بے عزتی کرے گا۔ لیکن اگر ہم اس کے مقابلے کے لئے عرب چلے گئے تو وہ ہمیں زندہ واپس نہیں آنے دے گا۔

کیونکہ طلسم ہوشربا سے باہر ہمارا جادو کام نہیں کرتا۔ اب سوچتا ہوں کہ عمرو عیار کا مقابلہ کیا جائے تو کیسے؟ وزیر نے افراسیاب کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ عالی جاہ آپ پریشان نہ ہوں اس دفعہ آپ عمرو کو ختم کرنے کے لئے طلسمی ڈھانچوں کو بھیجیں مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور عمرو کا خاتمہ کر دیں گے۔

افراسیاب نے جب یہ سنا تو کہا۔ ''واہ۔ یہ تو بڑی اچھی ترکیب ہے۔ میں ابھی طلسمی ڈھانچوں کو بلاتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ عمرو کو شکست دینے میں

ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔'' اتنا کہنے کے بعد افراسیاب نے ایک منتر پڑھا اور زور سے زمین پر پاؤں مارا۔ فوراً ہی زمین سے پندرہ بیس طلسمی ڈھانچے نمودار ہو گئے۔ ان میں سے سب سے بڑا ڈھانچہ آگے بڑھا۔ یہ ڈھانچہ دوسرے تمام ڈھانچوں کا سردار تھا۔ اس نے سر جھکاتے ہوئے سلام کیا اور بولا۔ ''کیا حکم میرے آقا آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔''

''تمہیں عمرو عیار کے مقابلے کے لئے عرب جانا ہے اور عمرو کو ہر حال میں شکست دے کر اسے ہلاک کرنا ہے۔'' افراسیاب نے جواب دیا۔

''جو حکم میرے بادشاہ۔ ہم عمرو کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔ اور اس کر آپ کے قدموں میں ڈال دیں گے۔'' سردار ڈھانچے نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ افراسیاب نے زور سے تالی بجائی تو ایک بہت بڑا تخت اڑتا ہوا آیا اور باغ میں اتر گیا۔ تخت پر بہت سی تلواریں بھی پڑی تھیں۔ ''یہ تلواریں تھام لو اور تخت پر سوار ہو کر عمرو کے مقابلے پر روانہ ہو جاؤ۔ یاد رکھو عمرو کو ہر حال میں ہلاک کر ہے۔'' افراسیاب نے زور دیتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی ہوگا میرے آقا۔'' سردار ڈھانچے نے جواب دیا۔

پھر وہ اپنی فوج کے ساتھ تخت پر سوار ہو گیا۔ تمام ڈھانچوں نے ایک ایک تلوار تھام لی اور تخت پر سوار ہو گئے۔ سردار ڈھانچے نے تخت کو اڑنے کا حکم دیا۔ تخت ہوا میں بلند ہوا اور تیزی کے ساتھ ایک طرف کو اڑنے لگا۔ جلد ہی تخت طلسم ہوشربا کی سرحد پار کر گیا۔ اب وہ عرب کی سرزمین کے اوپر اڑا جا رہا تھا۔ جلد ہی تخت عمرو عیار کے عظیم الشان محل کے سامنے پہنچ گیا۔ تمام ڈھانچے تخت سے اتر آئے۔ سردار ڈھانچے نے سب کو ہوشیار رہنے کا حکم دیا۔ پھر وہ تلوار تھام کر محل کے دروازے کی طرف بڑھے۔ تمام ڈھانچے بھی ہوشیاری سے اس کے پیچھے پیچھے

تھے۔ محل کا دروازہ کھلا تھا۔ تمام ڈھانچے خاموشی سے اندر داخل ہو گئے۔

جب وہ اندر داخل ہوئے تو تمام محل سنسان پڑا تھا۔ اندر کوئی موجود نہ تھا۔ سردار ڈھانچے نے عمرو کو محل میں موجود نہ پایا تو زوردار آواز سے چلانے لگا۔ ''ارے خبیث کے بچے ہمارے سامنے آ۔ ہم افراسیاب کی طرف سے تمہارے مقابلے کے لئے آئے ہیں۔ ارے شیطان کی اولاد ذرا ہمارے سامنے تو آ۔ ہم تمہیں مزا چکھائیں۔'' سردار ڈھانچے نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ چھت سے ایک جال ان کے اوپر آ گرا اور وہ سب کے سب بری طرح اس جال میں پھنس گئے۔

اسی وقت انہیں کسی کا قہقہہ سنائی دیا۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو عمرو عیار ان کے سامنے کھڑا تھا۔ ''تم میرے مقابلے کے لئے آئے ہو۔ مگر میں تم سے مقابلہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو صرف تم سے ایک کام لینا چاہتا ہوں۔ مجھے پکی امید تھی کہ افراسیاب تمہیں ہی میرے مقابلے کے لئے بھیجے گا۔'' عمرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اچھا تو یہ تمہاری ہمارے خلاف سازش تھی۔'' سردار ڈھانچے نے غصہ میں کر کہا۔

''اگر تم اسے سازش سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے۔ یہ میری تمہارے خلاف ایک زش ہے۔ اگر تم میرا ایک چھوٹا سا کام کر دو تو میں تم سب کو رہا کر دوں گا۔ ورنہ تم ب کے سب ختم کر دیئے جاؤ گے۔'' عمرو نے کہا۔ ''اچھا تو تم ہم سے کام لینا جے ہو اس لئے تم نے یہ کھیل کھیلا ہم سے۔ اگر ہم تمہارا کام کر دیں گے تو تم ہمیں چھوڑ دو گے۔'' سردار ڈھانچے نے غصیلی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ اور کام یہ ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پاتال میں ایک پرانا قلعہ ہے اور اس قلعے میں ایک صندوق پڑا ہوا ہے جو ہیرے جواہرات سے بھرا ہے۔ اگر وہ صندوق مجھے مل جائے گا تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ اب تم

میں سے جو کوئی مجھے وہ صندوق لا کر دے گا۔تو بس میں تم سب کو چھوڑوں گا ورنہ
سب ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔چونکہ تم پاتال کی مخلوق ہو اس لئے یہ کام با آسانی کر
سکتے ہو۔بولو منظور ہے۔'' ''ٹھیک ہے۔تم مجھے اس جال میں سے نکال دو۔میں
تمہیں وہ صندوق لا دیتا ہوں۔

''سردار ڈھانچے نے نرم لہجے میں کہا۔دوسرے ہی لمحے وہ جال سے
باہر تھا۔

''جاؤ۔اب جا کر پاتال سے وہ صندوق لے آؤ۔اگر تم واپس نہ آ
تو تمہارے باقی ساتھیوں کی خیر نہیں۔'' عمرو نے اسے خبردار کرتے ہو
کہا۔سردار ڈھانچہ فوراً زمین میں غائب ہو گیا۔کچھ لمحوں بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا
اس نے اپنے سر پر ایک بوسیدہ سا صندوق اٹھا رکھا تھا۔عمرو نے وہ صندوق اس
کے سر سے اتارا اور اسے کھول کر دیکھا۔صندوق ہیرے جواہرات سے بھرا ہ
تھا۔عمرو نے صندوق بند کیا اور بولا۔

''جاؤ میں تم سب کو آزاد کرتا ہوں۔تم سیدھے اپنے افراسیاب کے
پاس جانا اور اس سے کہنا کہ اگر عمرو عیار کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو خود اس کے
مقابلے پر آؤ تب مزہ آئے گا۔'' اس کے بعد عمرو نے تمام ڈھانچوں کو جال سے
آزاد کر دیا۔وہ تخت پر سوار ہو کر سیدھے افراسیاب کے پاس پہنچے اور اسے عمرو عیا
کی سازش کے بارے میں اطلاع دی۔افراسیاب نے جو یہ سنا تو غصے سے اپنا
پیٹنا شروع کر دیئے۔اور اپنے وزیر جادوگر کے منہ پر ایک زور کا طمانچہ رسید کر
جس نے طلسمی ڈھانچوں کو عمرو کے مقابلے پر بھیجنے کا مشورہ دیا تھا۔

عمرو عیار عرب کے شہنشاہ امیر حمزہ کا بڑا قدردان تھا۔اگر ضرورت پڑ
تو وہ امیر حمزہ کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر سکتا تھا۔مگر ایک خرابی جو عمرو میں موجو

تھی وہ یہ کہ وہ خزانوں اور دولت کا بڑا لالچی تھا۔

ایک دن امیر حمزہ نے عمرو کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔حکم
ملتے ہی عمرو فوراً امیر حمزہ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔امیر حمزہ نے عمرو عیار کو اپنے
ساتھ تخت پر بٹھایا اور بڑی شفقت سے بولا۔

''عمرو۔میں ان دنوں بڑا سخت پریشان ہوں اور مجھے تمہاری مدد کی
ضرورت ہے۔'' ''آپ پریشان ہیں اور وہ بھی عمرو کے ہوتے ہوئے۔یہ کیسے ہو
سکتا ہے۔کیا حکم ہے میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں۔'' عمرو عیار نے جوشیلے
انداز میں کہا۔

''بات دراصل یہ ہے کہ سماباڑہ قبیلہ میرا مرید ہے۔ان دنوں سماباڑہ
قبیلہ پر ایک آفت ٹوٹ پڑی ہے۔ایک سرپھرا دیو وہاں آ گیا ہے اور قبیلہ میں اس
نے بڑی لوٹ مار مچا رکھی ہے۔وہ روزانہ سماباڑہ قبیلہ کے کسی نہ کسی آدمی کو اٹھا کر
لے جاتا ہے اور اسے ہضم کر لیتا ہے۔سماباڑہ قبیلہ کے سردار نے مجھ سے گزارش کی
ہے کہ میں انہیں اس دیو کی تباہ کاریوں سے نجات دلاؤں۔میں ان کی گزارش رد
نہیں کرنا چاہتا۔اس لئے تمہیں میں نے اس دیو کو ختم کرنے کے لئے بلایا ہے۔
تمہیں سماباڑہ قبیلہ کی مدد کے لئے جانا ہوگا۔امیر حمزہ نے ساری بات تفصیل سے بتا
دی اور خاموش ہو گیا۔

''اے امیر میں ابھی سماباڑہ قبیلہ میں جاتا ہوں اور اس دیو کی ساری
طراری نکالتا ہوں۔مگر ایک مجبوری درمیان میں حائل ہو گئی ہے۔'' عمرو نے کچھ
سوچتے ہوئے کہا۔'' کیسی مجبوری۔'' امیر حمزہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''مجبوری دراصل یہ ہے کہ میری بیوی نے مجھ سے زیورات خریدنے
کی ضد کر لی ہے۔مگر میرے پاس اتنی کثیر رقم نہیں ہے کہ میں اسے زیورات خرید کر

دے سکوں۔ اگر میں نے اسے زیورات خرید کر نہ دیئے تو وہ مجھے جانے نہ دے گی۔" عمرو عیار نے بہانا بناتے ہوئے کہا۔ دراصل وہ امیر حمزہ سے مال ہتھیانا چاہتا تھا۔ امیر حمزہ مسکرانے لگے۔ پھر بولے۔ "ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تمہاری بیوی زیورات کے لئے ضد کر رہی ہے۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ ہم اسے منالیں گے۔ تم خاموشی سے سمباڑہ قبیلہ چلے جاؤ۔" "یہ کیا غضب کر رہے ہیں آقا۔ وہ تو میری ٹانگیں توڑ کر رکھ دے گی۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ وہ کتنی غصے والی عورت ہے۔ آقا آپ صرف دس ہزار اشرفیاں دے دیں نا۔ میں اسے زیور خرید کر دے دیتا ہوں۔ اس کے بعد نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ میں سکون سے جا سکوں گا۔

"امیر حمزہ جانتے تھے کہ عمرو رقم وصول کئے بغیر ٹلنے والا نہیں۔ چنانچہ انہوں نے دس ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی عمرو کے حوالے کر دی۔

"جاؤ عمرو۔ اپنی بیوی کو زیورات خرید کر دو اور جا کر اس درندے دیو کو ختم کر دو۔ نہ جانے اس نے سمباڑہ قبیلہ میں کیا لوٹ مار مچا رکھی ہے۔" عمرو نے اشرفیوں کی تھیلی اپنی مٹھی میں دبائی اور بولا۔ "آقا آپ فکر نہ کریں۔ اب میں اس درندے کی گردن کاٹ کر آپ کے قدموں میں ڈال دوں گا۔ وہ سمجھتا کیا ہے خود کو" یہ کہتے ہوئے عمرو خوشی خوشی باہر نکل گیا۔ محل سے باہر آ کر عمرو نے زنبیل سے اپنا سلیمانی قالین نکالا اور اسے زمین پر بچھا کر خود اس پر بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔ "اے سلیمانی قالین۔ مجھے سمباڑہ قبیلے تک پہنچا دے۔" عمرو عیار کے اتنا کہتے ہی سلیمانی قالین فضا میں بلند ہوا اور اڑنے لگا۔ سلیمانی قالین کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ ارد گرد کی ہر چیز دھندلی نظر آ رہی تھی۔ جلد ہی سلیمانی قالین نے عمرو کو سمباڑہ قبیلے کی سرحد تک پہنچا دیا۔ گھاس پھونس کے جھونپڑوں پر مشتمل یہ قبیلہ کئی سالوں سے عرب میں بستا چلا آ رہا تھا۔ قبیلے کے لوگوں نے جب اڑتا ہوا قالین دیکھا تو وہ اکٹھا ہونا

شروع ہو گئے۔ عمرو نے سلیمانی قالین کو ان لوگوں کے درمیان اترنے کا حکم دیا۔

سلیمانی قالین آہستہ آہستہ ان لوگوں کے درمیان میں آ کر زمین پر رک گیا۔ عمرو قالین سے نیچے اترا اور قالین لپیٹ کر اپنی زنبیل میں رکھ لیا۔ پھر وہ سب لوگوں پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ "اچھا تو تم ہو سمباڑہ قبیلہ کے لوگ۔" ایک بوڑھا آدمی آگے بڑھا اور تھر تھر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہاں۔ ہم سمباڑہ قبیلے کے لوگ ہیں۔ مگر تم کون ہو۔ کہیں تم اس درندہ دیو کے چیلے تو نہیں۔"

"ہاں۔ میں اس دیو کا چیلا ہوں۔" عمرو نے بارعب آواز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "اب جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے خاموشی سے میرے حوالے کر دو۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔" عمرو کی دھمکی سن کر سب لوگ ڈر گئے اور خوف کے مارے تمام لوگوں نے اپنا اپنا مال عمرو کے حوالے کر دیا۔ تاکہ ان پر کوئی مصیبت نہ آ جائے۔ عمرو نے تمام مال سمیٹا اور اپنی زنبیل میں ڈال دیا۔ اور پھر ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

"سنو۔ سمباڑہ قبیلے کے لوگو۔ میں اس دیو کا چیلا نہیں بلکہ امیر حمزہ کا ایک ادنیٰ غلام عمرو عیار ہوں۔ امیر حمزہ نے مجھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے۔" یہ سنتے ہی سب لوگوں نے امیر حمزہ زندہ باد، عمرو زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور خوشی سے عمرو کو کندھوں پر اٹھا لیا۔

آخر جب ان کے نعرے رکے تو عمرو بولا۔ "مجھے بتاؤ کہ یہ وحشی درندہ دیو کس وقت تمہارے قبیلے میں آتا ہے۔ یقین جانو اب کی بار وہ زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا۔" عمرو کے کہنے پر وہ بوڑھا آگے بڑھا اور بولا۔

"عمرو۔ وہ دیو رات کے پورے بارہ بجے جب چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا ہے اس وقت آتا ہے۔ اور قبیلے کے کسی نہ کسی انسان کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔

اگر کوئی دوسرا شخص مداخلت کرتا ہے تو وہ اسے بھی اٹھا کر لے جاتا ہے اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔'' عمرو عیار بوڑھے کی بات سن کر غصیلے لہجے میں بولا۔ ''مگر اب میں اس کو ہڑپ کروں گا۔ آج کی رات اس کی آخری رات ہوگی۔''

قبیلے کے لوگوں نے ایک بار پھر ''عمرو زندہ باد'' کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اور عمرو کو اپنے ساتھ قبیلے میں لے گئے اور اس کی خاطر مدارت کرنے لگے۔ رات کے بارہ بجے تک عمرو قبیلے والوں کو مختلف حیلے بہانوں سے لوٹتا رہا۔ قبیلے والے بھی عمرو کی باتوں میں آ کر ہنسی خوشی اپنا مال اس کے حوالے کرتے رہے۔

آخر رات کے پورے بارہ بجے وہ اس میدان میں جمع ہو گئے جہاں اس دیو نے آنا تھا۔ پورے بارہ بجے اچانک قہقہوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور پھر وہ دیو نمودار ہو گیا۔ عمرو نے اپنی زنبیل سے فوراً حیدری تلوار نکال کر تھام لی۔ پھر وہ دیو کی طرف بڑھا اور گرجدار آواز میں دیو کو للکار کر بولا۔

''ہوشیار۔ اوہ۔ درندے کے بچے۔ رک جاؤ ہیں ورنہ ایک وار میں تیری گردن تن سے جدا کر دوں گا۔'' دیو نے جب عمرو کی آواز سنی تو غصیلی آواز میں بولا۔ ''تو مجھے کیا مارے گا میں تیرا ابھی قیمہ کر ڈالوں گا۔ اور پھر دیو نے عمرو پر حملہ کر دیا۔ عمرو نے فوراً ہی خود کو دیو کے وار سے بچایا اور ایک بھرپور وار کیا جس سے دیو کا ایک بازو کٹ کر دور جا گرا۔ اس کے بعد عمرو نے یکے بعد دیگرے حملے کر کے دیو کی گردن تن سے جدا کر دی اور دیو تڑپتے تڑپتے دم توڑ گیا۔

بستی کے تمام لوگوں نے زوردار آواز میں ''عمرو زندہ باد'' کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اور عمرو کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اس کے بعد عمرو نے بستی والوں سے اجازت چاہی اور اپنے شہر بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اب کی بار عمرو عیار پر تجارت کا بھوت سوار ہو گیا وہ مال و دولت کمانے عرب سے بغداد روانہ ہوا۔ بغداد پہنچ کر عمرو نے خوب مال خریدا۔ پھر ایک بحری جہاز کرایہ پر حاصل کر کے تجارت کی غرض سے چل پڑا۔ کئی ایک خادم بھی عمرو کے ہمراہ تھے۔ جہاز چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک دن جہاز کا کپتان سر پیٹتا ہوا آیا اور عمرو سے کہنے لگا۔

''سرکار غضب ہو گیا۔ ایک بڑی سی وہیل مچھلی تیزی سے جہاز کی طرف چلی آ رہی ہے۔ اس مچھلی سے جہاز کو کسی صورت بھی بچانا ممکن نہیں۔'' ابھی کپتان نے اتنا ہی کہا تھا کہ جہاز کو ایک زور کا دھکا لگا اور وہ الٹتے الٹتے بچا۔ عمرو بھاگتا ہوا عرشے پر چلا گیا۔ دیکھا کہ ایک پچاس فٹ لمبی مچھلی جہاز کو ٹکر مارنے کے لئے بے تاب ہے۔ عمرو کی سٹی گم ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا۔ مچھلی نے جہاز کو پھر ٹکر دے ماری۔ جہاز زور سے اچھلا اور پھر پانی پر گرتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ جہاز کا پورا عملہ پانی میں ڈوبنے لگا۔ تمام مال و دولت جو عمرو تجارت کی غرض سے ساتھ لایا تھا پانی میں غرق ہو گیا۔

عمرو بھی پانی میں غوطے کھا رہا تھا مگر اتفاق سے جہاز کا ایک ٹوٹا ہوا تختہ عمرو کے ہاتھ لگ گیا۔ عمرو نے فوراً تختے کا سہارا لے لیا۔ تختہ تیرتا ہوا ساحل سے جا لگا۔ عمرو نیچے اترا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر لیٹ کر سکون کا سانس لیا۔ اپنی جان بچ جانے پر اس نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی سلیمانی زنبیل سنبھال کر اٹھا اور ایک طرف کو چل پڑا۔ یہ ایک سنسان سا جزیرہ تھا۔ دور دور تک کسی چرند پرند کا نام و نشان تک نہ تھا۔ عمرو پہلے کبھی اس طرف نہیں آیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ نہ ہی اسے اس گمنام جزیرے پر کوئی انسان نظر آ رہا تھا۔ عمرو تن تنہا اس گمنام جزیرے پر چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک جگہ رک گیا۔

اسے دور ایک جھونپڑی سے دھواں اٹھتا ہوا نظر آیا۔ اس گمنام جزیرے پر یہ جھونپڑی دیکھ کر عمرو کو حیرانی ہوئی کہ جہاں کوئی جانور تک نظر نہیں آ رہا وہاں یہ جھونپڑی کہاں سے آ گئی اور یہاں کون رہتا ہوگا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد عمرو اس طرف کو چل پڑا۔ قریب پہنچ کر عمرو رک گیا۔ پھر وہ جھونپڑی کی پچھلی طرف آیا اور جھونپڑی کی دیوار سے کان لگا کر اندر کی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اندر سے کسی قسم کی کوئی آواز اسے سنائی نہ دی۔ آخر مایوس ہو کر عمرو جھونپڑی کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دھک سے رہ گیا۔ سامنے مٹی کے ایک چبوترے پر ایک کالی سیاہ ڈراؤنی شکل کی نہایت بد شکل عورت بیٹھی کوئی وظیفہ کر رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک کٹورا پڑا تھا جس میں ہڈیاں جل رہی تھیں۔ ان کے جلنے سے نہایت کثیف دھواں نکل رہا تھا جو جھونپڑی کی چمنی سے باہر نکل رہا تھا۔

عمرو نے دور سے یہی دھواں دیکھا تھا۔ کچھ سوچ کر عمرو آگے بڑھا اور کھنکار کر بولا۔ ''بڑی بی۔ کیا میں بیٹھ سکتا ہوں۔'' مگر بدشکل بوڑھی نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے وظیفہ کرتی رہی۔ عمرو خود ہی ایک بوسیدہ سے مونڈھے پر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر تک عمرو بیٹھا اس بوڑھی کو دیکھتا رہا۔ پھر عمرو کو کوئی خیال آیا۔ اس نے زنبیل سے سلیمانی ٹوپی نکال کر اپنے سر پر رکھ لی۔ ٹوپی پہنتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ اسی حالت میں عمرو آگے بڑھا اور اس نے بوڑھی کے بال پکڑ کر زور سے کھینچ ڈالے۔ بدشکل بوڑھی کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی پھر وہ ہکا بکا ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو وہ چبوترے کے کونے میں پڑے ایک صندوق سے ایک شیشے کا گولہ نکال لائی۔ گولہ اپنے سامنے رکھ کر بوڑھی نے منہ میں

کچھ پڑھا پھر بولی۔ ''جس نے میرے بال کھینچے ہیں وہ اس گولے میں آ جائے۔'' فوراً ہی گولہ روشن ہو گیا اور عمرو اس میں نظر آنے لگا۔ بوڑھی نے عمرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے انسان۔ تو میرے ارد گرد نادیدہ حالت میں موجود ہے۔ بہتر ہے کہ تو میرے سامنے آ جا تاکہ میں جان سکوں کہ تو کون ہے۔

''عمرو نے اب غائب رہنا مناسب نہ سمجھا اور ٹوپی اتار کر زنبیل میں رکھ لی۔ بوڑھی نے عمرو کو دیکھا تو بولی۔

''میں نہیں جانتی کہ تو کون ہے۔ لیکن میں پھر بھی جان سکتی ہوں کہ تو کون ہے۔ ٹھہر میں ابھی بتاتی ہوں کہ تو کون ہے۔''

یہ کہہ کر بوڑھی کچھ پڑھنے لگی۔ عمرو جلدی سے بولا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تو بجلی جادوگرنی ہے اور جادو کے زور پر معلوم کر سکتی ہے کہ میں کون ہوں۔ مگر تجھے یہ تکلف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں خود ہی بتا دیتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ میرا نام عمرو عیار ہے۔ عرب کے شہنشاہ امیر حمزہ کا ادنیٰ غلام ہوں۔ تجارت کی غرض سے نکلا تھا۔ جہاز تباہ ہوا اور اس گمنام جزیرے پر آن پھنسا۔ اب تو بتا کہ تو کون ہے۔

''عمرو نے اسے اپنا حال بتاتے ہوئے کہا۔

''میں اس جزیرے کی رانی ہوں۔ جو آدم زاد اس جزیرے پر آیا میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں گیا۔ میری خوش قسمتی ہے آج تم یہاں آن پھنسے ہو۔ اب میں تمہارے گوشت سے اپنی بھوک مٹاؤں گی اور تمہارے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں گی۔'' بجلی جادوگرنی نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

''بکواس نہ کرو۔ میں کوئی حلوا نہیں ہوں جسے تم آسانی سے نگل سکو۔

میرا نام عمرو ہے۔ دنیا مجھے ایک طوفان کہتی ہے۔ بڑے بڑے سورما میرے آگے کان پکڑتے ہیں۔ تم جیسی بھتنی میرے لئے صرف ایک مکھی کے برابر ہے جسے میں اپنے ہاتھوں میں مسلنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں۔" عمرو نے غصے میں بھرے لہجے سے کہا۔

"زیادہ شیخیاں مت مارو۔ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے تیزی سے منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ مگر عمرو بھی تیار تھا اس نے پلک جھپکتے ہی زنبیل سے سلیمانی ٹوپی نکال کر اپنے سر پر رکھ لی اور بجلی جادوگرنی کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ بجلی جادوگرنی منتر ادھورا چھوڑ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اتنے میں عمرو نے ایک ڈنڈا اٹھایا اور زور سے بجلی جادوگرنی کے سر پر رسید کر دیا۔ خون کا ایک فوارہ بجلی جادوگرنی کے سر سے پھوٹ پڑا۔ پھر تو عمرو بجلی جادوگرنی کے سر پر ڈنڈے رسید کرتا چلا گیا یہاں تک کہ بجلی جادوگرنی کا قیمہ بن گیا۔ بجلی جادوگرنی کا خاتمہ کرنے کے بعد عمرو ساحل پر چلا آیا۔ دوسرے دن اسے ایک جہاز نظر آیا۔ عمرو نے چلا چلا کر جہاز کے کپتان کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

جہاز ساحل پر آیا تو عمرو اس پر سوار ہو گیا اور کچھ دن بعد عمرو واپس بصرہ پہنچ گیا۔

عمرو اور انگارہ جادوگر

وسطی یورپ میں ہزاروں آدمیوں پر مشتمل ایک شہر تھا۔ اس شہر کے بارے میں مشہور تھا کہ یہاں کے لوگ بہت ظالم اور خونخوار ہیں۔ اس شہر کا نام کوہ ابلیس تھا۔ کوہ ابلیس کے رہنے والے درندے معصوم لوگوں کو ناحق قتل کرتے رہتے تھے۔ اور انہیں قتل کر کے ان کی گردنیں کاٹ کر اپنے دیوتاؤں کے آگے چڑھاتے تھے۔ اور ان کا خون پی جاتے تھے۔

بہت سے لوگ کوہ ابلیس سے ہجرت کر چکے تھے اور جو باقی بچے تھے وہ ان درندوں کا شکار ہو رہے تھے۔ دن بدن یہاں سے سینکڑوں لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر کسی نہ کسی دوسرے شہر کی طرف ہجرت کرتے جا رہے تھے۔ یہاں کی آبادی اب آدھی سے بھی کم رہ گئی تھی۔ پھر بھی یہاں کافی تعداد میں لوگ آباد تھے۔ اور ان درندوں کا شکار ہو رہے تھے۔

ایک دن کوہ ابلیس کے چند لوگوں نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ ہم عراق کے بزرگ امیر حمزہ کو خط لکھیں اور یہاں کے حالات سے آگاہ کریں۔ شاید وہ ہماری کچھ مدد کر سکیں اور ہمیں ان درندوں سے نجات دلا سکیں۔ چنانچہ انہوں نے امیر حمزہ کو خط لکھا جس میں انہوں نے ان درندوں کے ظلم اور خونریزی کے بارے اطلاع دی۔ امیر حمزہ نے جب یہ خط پڑھا تو غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور اپنی فوج لے کر فوراً کوہ ابلیس کی طرف روانہ ہو گیا۔

چند دنوں بعد وہ کوہ ابلیس میں پہنچ گئے اور وہاں کے خونخوار درندوں پر حملہ کر دیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے امیر حمزہ کی فوج نے وہاں کے ظالم شیطانوں کو ختم کر ڈالا۔ وہاں کے لوگوں نے امیر حمزہ کی بہت خدمت کی اور ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ امیر حمزہ نے ان لوگوں سے کہا۔ ”آئندہ جب بھی کبھی آپ لوگوں کو میری ضرورت محسوس ہو تو فوراً خط لکھ کر بلا سکتے ہیں۔“ امیر حمزہ نے یہ کہا تو لوگوں نے خوشی سے ”امیر حمزہ زندہ باد، امیر حمزہ زندہ باد“ کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

کوہ ابلیس کو فتح کرنے کے بعد امیر حمزہ اپنی فوج کو لے کر واپس بصرہ لوٹے تو انہیں اطلاع ملی کہ عراق کی سرحدوں پر شان جادوگر شہنشاہ کوہ قاف کا چہیتا بھتیجا انگارہ جادوگر اپنی فوجوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

امیر حمزہ حیران ہوا کہ انگارہ جادوگر کو آخر جنگ کی کیا سوجھی۔ اس سے تو ہماری کوئی دشمنی نہیں تھی۔ پھر امیر حمزہ نے سوچا کہ ضرور اس جنگ میں شان جادوگر کا ہاتھ ہے۔

یقیناً اسی نے انگارہ جادوگر کو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ لیکن جنگ کرنے سے پہلے امیر حمزہ یہ اطمینان کر لینا ضروری سمجھتا تھا کہ آیا انگارہ جادوگر واقعی ان کے ساتھ مقابلہ کرنے آیا ہے یا اس کا مقصد کچھ اور ہے۔ چنانچہ امیر حمزہ نے عمرو عیار کو طلب کیا اور اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ”عمرو۔ تمہیں ہمارا قاصد بن کر انگارہ جادوگر کے پاس جانا ہے اور اس سے پہلے یہ دریافت کرنا ہے کہ تم کس مقصد کے لئے یہاں آئے ہو۔ اگر تمہارا مقصد جنگ کرنے کا ہے تو کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے اور ہاں۔ دیکھو وہاں جا کر کوئی شرارت نہ کرنا۔ اس سے ہماری ساکھ خراب ہوگی۔ جاؤ۔ اب تم جانے کی تیاری کرو۔“

”اے امیر! میں آپ کی ہدایت پر پوری طرح عمل کروں گا۔“ عمرو عیار نے جواب دیا۔ پھر وہ اپنی سلیمانی زنبیل لے کر سرحد کی طرف چل دیا جہاں

انگارہ جادوگر اپنی فوجوں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے بیٹھا تھا۔

جب عمرو عیار انگارہ جادوگر کی فوجوں کے پڑاؤ کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ پڑاؤ کے چاروں طرف فوج کا سخت پہرہ لگا ہوا ہے۔ تاکہ پڑاؤ میں کوئی چڑیا بھی پر نہ مار سکے۔ عمرو عیار آگے بڑھا تو ایک محافظ نے اس کا راستہ روک لیا۔ ”کیوں بھئی۔ کس طرف کو چلے آ رہے ہو۔ آگے جانا منع ہے۔“ اس نے عمرو عیار کو گھورتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ مگر میں امیر حمزہ کا قاصد ہوں اور انگارہ جادوگر سے ملنا چاہتا ہوں۔“ عمرو نے جواب دیا۔ ”اوہ۔ تو تم امیر حمزہ کے قاصد ہو۔ اچھا تو تم میرے پیچھے پیچھے آؤ۔“ محافظ نے ایک طرف کو بڑھتے ہوئے کہا۔

”ارے بھئی۔ کہیں مجھے قربانی کا بکرا سمجھ کر میرا صدقہ دینے کا ارادہ تو نہیں ہے۔“ عمرو نے مزاحیہ لہجے میں پوچھا۔ ”ڈرو مت اور خاموشی سے میرے پیچھے چلے آؤ۔ میں تمہیں اپنے بادشاہ انگارہ جادوگر کے پاس پہنچا آتا ہوں۔“ محافظ نے کہا اور عمرو اس کے پیچھے چلنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد محافظ اور عمرو ایک بہت بڑے اور سنہری رنگ کے خیمے کے قریب پہنچ گئے۔ اس خیمے کے گرد اور بھی زیادہ سخت پہرہ لگا ہوا تھا۔ عمرو سمجھ گیا کہ یہی انگارہ جادوگر کا خیمہ ہے۔

”تم یہیں ٹھہرو۔ میں ان سے تمہارے بارے میں پوچھ کر آتا ہوں۔“ کہتے ہوئے وہ محافظ خیمے کے اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب محافظ واپس لوٹا تو اس نے عمرو سے کہا۔

”جاؤ۔ بادشاہ تم سے ملنے پر رضامند ہیں۔“

”نہ بھی رضامند ہوتے تو عمرو کو رضامند کرنا آتا ہے۔“ یہ کہتے ہوئے

عمرو خیمے کے اندر گھس گیا۔ محافظ حیرت سے اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ پھر وہ وا
اسی طرف چل پڑا جس طرف سے آیا تھا۔ خیمے میں انگارہ جادوگر شیر کی شکل ک
ایک بڑے سے سنہری تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔

اس کے دائیں بائیں دو اور تخت رکھے تھے جن پر اس کے وزیر بیٹھے
ہوئے تھے۔ اس کے سامنے اس کے امراء وزراء باادب قطار باندھے بیٹھے ہو
تھے۔ تخت کے پیچھے دو کنیزیں کھڑی انگارہ جادوگر کو مورچھل جھل رہی تھیں۔ ع
نے انگارہ جادوگر کو کوئی سلام نہ کیا۔

سیدھا اس کے دائیں طرف رکھے ہوئے تخت کے قریب پہنچ گیا۔ تخت پر بیٹھا
وزیر حیرت سے عمرو کی شکل دیکھنے لگا۔ عمرو نے بھی اسے گھور کر دیکھا اور بولا
''میری طرف بٹر بٹر کیا دیکھ رہے ہو۔ اٹھو یہاں سے مجھے بیٹھنے دو۔''

اس پر وہ وزیر اور بھی حیرت زدہ ہوا۔ عمرو نے جب دیکھا کہ وہ تخ
سے اٹھنے کا نام نہیں لیتا تو اس نے وزیر کو گریبان سے پکڑا اور دھکیل کر پرے پھینکا
دیا اور خود بڑی شان بے نیازی سے تخت پر براجمان ہو گیا۔ سب امراء وزراء
کی اس حرکت پر حیران و پریشان ہو کر رہ گئے۔ مگر عمرو نے کسی کی طرف توجہ
دی۔ انگارہ نے حیرانی سے پوچھا۔

''کیا تم امیر حمزہ کے قاصد ہو؟''

''ہاں۔ میں امیر حمزہ کا قاصد عمرو عیار ہوں۔'' عمرو نے بڑے رع
دار لہجے میں جواب دیا۔

''معلوم ہوتا ہے کہ امیر حمزہ نے تمہیں کوئی تربیت نہیں دی۔ یعنی ک
اتنے بدتمیز ہو کہ میرے وزیر کو تخت پر سے دھکیل کر خود بیٹھ گئے۔'' انگارہ نے عمر
تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔ ''میں بدتمیز ہوں۔ شاید تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہاں البت

بدتمیز معلوم ہوتے ہو۔ تم نے تو مجھے بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہا۔ کیسے خودغرض
ہو۔'' عمرو نے انگارہ جادوگر کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ ''اگر تم امیر حمزہ کے
صد بن کر نہ آئے ہوتے تو اس لہجے میں بات کرنے پر ہم تمہاری گردن اڑا
تے۔ بولو۔ امیر حمزہ نے تمہیں کیا پیغام دے کر بھیجا ہے۔'' انگارہ جادوگر نے
یلی آواز میں پوچھا۔

''امیر حمزہ نے مجھے پیغام دے کر نہیں بھیجا بلکہ سنا کر بھیجا ہے۔ امیر حمزہ
تم سے دریافت کیا ہے کہ تم جنگ کس مقصد کے لئے کرنے آئے ہو؟'' عمرو نے
مرتبہ سنجیدگی سے کہا۔ ''امیر حمزہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے۔'' انگارہ
وگر نے دانت کچکچاتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر یہ بھی تو بتا دو کہ تم امیر حمزہ کو نیست و نابود کیوں کرنا
تے ہو۔ کیا امیر حمزہ نے تمہارا بکرا چرا لیا تھا؟'' عمرو عیار نے مضحکہ خیز لہجے میں
چھا۔

''نہیں۔ بکرے والی کوئی بات نہیں۔ بکرے تو تم چراتے ہو۔ مجھے تو
ن جادوگر نے امیر حمزہ کو برباد کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ انہوں نے کوہ ابلیس کو
کیا ہے۔ اب ہم امیر حمزہ سے اس کا پورا پورا بدلہ لیں گے۔'' انگارہ جادوگر نے
رے ہوئے لہجے میں دھاڑتے ہوئے کہا۔

''میں کب کہتا ہوں کہ آدھا آدھا بدلہ لینا۔ ڈر تو مجھے اس بات کا ہے
ہیں تم اور شان جادوگر پورا پورا بدلہ لیتے ہوئے خود آدھے آدھے نہ رہ جاؤ۔''

عمرو کی اس بات پر امراء و وزراء ہنسنے لگے۔ مگر انگارہ جادوگر نے جب
پر ایک خونی نگاہ ڈالی تو سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

''تم اب یہاں سے دفع ہو جاؤ اور امیر حمزہ سے جا کر کہہ دو کہ اب وہ برباد

ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔'' انگارہ جادوگر نے غصیلے لہجے میں عمرو سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں امیر حمزہ سے جا کر کہہ دیتا ہوں کہ انگا[رہ] جادوگر برباد ہونے کے لئے آ رہا ہے۔'' عمرو عیار نے تخت سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''بکواس بند کرو۔ تم لوگوں کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ برباد کو[ن] ہوتا ہے۔ میں تمہیں جہنم میں دھکیل کر ہی دم لوں گا۔'' انگارہ جادوگر نے کا[ٹ] کھانے والے لہجے میں کہا۔

''اچھا تو تم ہمیں جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہو۔ تمہارا باپ جہنم کا داروغہ ہوا ہے۔؟'' عمرو نے طنزیہ لہجے میں کہا اور انگارہ جادوگر کا غصہ ایک سو درجے تک بلند ہو گیا۔ ''میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔'' اور یہ کہتے ہوئے انگارہ جادوگر۔ میان سے تلوار باہر نکال لی۔ عمرو نے یہ دیکھا تو جان بوجھ کر تھر تھر کانپتا ہ[وا] بولا ''بب۔ بھائی۔ تت۔ تم۔ تم تو۔ بب۔ بڑے۔ اچھے۔ آ۔ دی۔ ہو۔ مم۔ میں ۔ تو یونہی۔ تم سے مذاق کر رہا تھا۔''

''جاؤ۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ کہیں خوف کے مارے مر نہ جانا۔'' انگارہ جادوگر نے اس کی حالت غیر ہوتے دیکھ کر کہا۔

''اچھا۔ چوہے کے بچے۔ چلا جاتا ہوں۔ میں تم جیسے گیدڑوں سے ڈرنے والا تھوڑا ہوں۔ میں تو تم جیسے گیدڑوں کو کوڑیوں کے مول خریدتا ہوں او[ر] ان کا اچار ڈال کر ہیروں کے مول بیچ دیتا ہوں۔ تم ہو کس کھیت کی مولی۔ نہ جا[نے] تم کس بل کے چوہے ہو۔ میں تو تمہارا قیمہ بنا دوں گا۔ قیمہ۔'' [عم]رو عیار نے طنزیہ لہجے میں ناچتے ہوئے کہا۔

اب تو انگارہ جادوگر کا غصے سے چہرہ انگارے کی طرح لال ہو گیا اور غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ تلوار میان سے باہر کھینچ کر عمرو کی طرف جھپٹا مگر

عمرو نے فوراً ہی زنبیل سے سلیمانی چادر نکال کر اپنے اوپر اوڑھ لی۔

اس طرح وہ انگارہ جادوگر کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور انگارہ جادوگر حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہ گیا۔

''بھاگ گیا۔ لنگور کی اولاد۔ پھر کبھی میرے ہاتھ چڑھا تو تکا بوٹی کر ڈالوں گا حرام زادے کی۔'' انگارہ جادوگر غصے سے دانت کچکچاتا ہوا بولا۔

''خبردار الو کے پٹھے جو تم نے مجھے حرام زادہ کہا۔ اپنی زبان کو سنبھال کر بات کرو۔ ورنہ اتنے ٹکڑے کروں گا کہ جو گنے بھی نہ جا سکیں۔ سمجھ گئے تم۔'' عمرو عیار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سمجھ گیا ہوں۔ خوب اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ تم جیسا بزدل انسان آج تک دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ اگر اتنی ہی بہادرانہ باتیں کر سکتے ہو تو میرے سامنے آؤ۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔'' انگارہ جادوگر نے اسے للکارتے ہوئے کہا۔

''دودھ کے بچے۔ زیادہ بکواس نہ کر۔ میں اب جا رہا ہوں۔ کیونکہ امیر حمزہ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ پھر کبھی تیرے ساتھ دو دو ہاتھ کروں گا۔ اگر تیری تکہ بوٹی کر کے کتوں کو نہ کھلائی تو میرا نام بھی عمرو نہیں۔'' عمرو عیار نے غائب رہتے ہوئے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

اسی لمحے انگارہ جادوگر کے سر سے ہیروں سے مرصع تاج غائب ہو گیا اور ساتھ ہی کسی نے اس کے گلے سے قیمتی موتیوں کا ہار نوچ لیا۔ یہی نہیں۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے خیمے میں موجود ہر قیمتی چیز غائب ہو گئی۔ اسی لمحے عمرو عیار کی شوخ آواز سنائی دی۔

''اچھا بھائی انگارہ جادوگر۔ تیرا قیمتی مال تو اللہ تعالیٰ نے میرے

حوالے کر دیا ہے۔ اب تو بھی مجھے اجازت دے میں جا رہا ہوں۔ خدا حافظ
عمرو عیار نے انگارہ جادوگر کے نام کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔ پھر کتنی ہی دیر
عمرو عیار کی آواز سنائی نہ دی۔ جس سے انگارہ جادوگر نے اندازہ لگایا کہ وہ ج
ہے۔

"چلا گیا نامراد۔ ذلیل انسان، میں نے بھی پورا پورا بدلہ نہ لیا تو
کہنا۔" انگارہ جادوگر نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ادھر عمرو عیار انگارہ جادوگر کی فوج کے پڑاؤ سے نکل کر سیدھا امیر
کے دربار میں پہنچا۔ امیر حمزہ اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ عمرو عیار کو دیکھتے ہی وہ
کی طرف لپکے۔

"انگارہ جادوگر کیا کہتا ہے؟" امیر حمزہ نے بے چینی سے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں کہی اس بالگڑ بلے نے۔ آپ آرام سے
جائیے میں آپ کو ساری بات بتا دیتا ہوں۔"

عمرو عیار نے جواب دیا تو امیر حمزہ، عمرو کے ساتھ تخت پر آ بی
دوسرے امیر وزیر بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کہ انگارہ جادوگر ہمارے ساتھ جنگ کیوں کرنا
ہے؟" امیر حمزہ نے عمرو سے پوچھا۔

"آقا۔ اسے شمان نے آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ شمان کو
بات کا دکھ ہے کہ آپ نے کوہ ابلیس کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اب وہ آپ سے
طلسم کو برباد کرنے کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے انگارہ جادوگر کو آپ
مقابلے کے لئے بھیج دیا ہے۔" عمرو عیار نے ساری بات بیان کر دی۔

"اوہ...... تو اس کا مطلب ہے کہ کوہ ابلیس کی تباہی کے بعد بھی ش

ہم سے ٹکر لینے کی ہمت کر بیٹھا ہے۔ حالانکہ کوہ ابلیس کی تباہی کے بعد اسے
جانا چاہئے تھا کہ وہ ہمیں کسی طرح بھی شکست نہیں دے سکتا۔ خیر اگر انگارہ
دوگر کی موت اسے یہاں کھینچ ہی لائی ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ بہر حال
م بھی جنگ کی تیاریاں کر چکے ہیں۔" امیر حمزہ نے جواب دیا۔

"اے آقا۔ میرا ایک مشورہ ہے کہ ہمیں شہر سے باہر نکل کر انگارہ
دوگر کا راستہ روک لینا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شہر کے اندر داخل ہو جائے۔"
رو عیار نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں خود بھی یہی کہنے والا تھا۔ ہمیں اپنی فوجوں کے ساتھ شہر
سے باہر نکل کر انگارہ جادوگر کے راستے میں کھڑے ہو جانا چاہیے۔ اس طرح ایک
شہر محفوظ ہو جائے گا اور دوسرے ہم انگارہ جادوگر کے ساتھ با آسانی جنگ کر
یں گے۔" امیر حمزہ نے عمرو کے مشورے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد امیر حمزہ کی قیادت میں ان کی فوج شہر سے باہر کا رخ کر
ہی تھی۔ عمرو عیار فوج کے میمنہ کا سپہ سالار تھا۔ میسرہ کی کمان امیر حمزہ کے چچا زاد
ائی جرار پہلوان کی کمان میں تھی۔ قلب لشکر کی کمان امیر حمزہ نے اپنے ہاتھ میں
کھی تھی۔ شہر سے باہر نکل کر اسلامی فوج نے انگارہ جادوگر کو جب امیر حمزہ کی آمد کی
طلاع ملی تو وہ سمجھا کہ امیر حمزہ جنگ کے ارادے سے آئے ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً ہی
پنی فوجوں کو امیر حمزہ کی فوجوں کے مقابل [illegible] امیر حمزہ کی فوج نے بھی صفیں
ندھ لیں۔ جنگ کا نقارہ بج اٹھا۔

سب سے پہلے انگارہ جادوگر کا ایک قوی ہیکل پہلوان، ایک بپھرے
ئے شیر پر سوار ہو کر وسط میدان میں آیا اور مبارزت کے لئے امیر حمزہ کی فوج کو
کارا۔ جرار پہلوان کو جوش آیا تو وہ اپنا ایک ہزار من وزنی گرز ہوا میں لہراتا ہوا

کلکاریں مارتا ہوا گھوڑے کو بھگاتا ہوا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ انگارہ جادوگر
پہلوان ڈیل ڈول میں جرار پہلوان سے بڑا نظر آتا تھا۔ اس نے جرار پہلوان
ایک نظر ڈالی اور قہقہہ لگا کر بولا۔

''اے اجنبی چوہے۔ اپنا نام بتا تا کہ بے نام ونشان نہ مارا جائے۔''

جرار پہلوان کو اس کی بات پر طیش تو بہت آیا مگر وہ بڑے تحمل سے بولا۔

''مجھے جرار پہلوان کہتے ہیں۔ امیر حمزہ کا بھائی ہوں۔ اب تک
سینکڑوں پہلوانوں کو جہنم کا راستہ دکھا چکا ہوں۔ اب تیری باری ہے۔ مگر جہنم
سدھارنے سے پہلے مجھے اپنا نام بتا تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تیری مغفرت کی
کرسکوں۔''

جرار پہلوان کی اس بات پر اس پہلوان نے اتنے زور کا قہقہہ لگایا
جیسے آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ پھر وہ بولا۔

''میرا نام پرتاب پہلوان ہے۔ عرف عام میں مجھے آتش فشاں کہا جا
ہے۔ پھٹ پڑوں تو دشمن کو بھی پھاڑ کر رکھ دیتا ہوں۔ میں پرتاب ہوں پرتاب
میرے اندر سے نکلنے والا لاوا میرے دشمن کو بہا کر جہنم کے دروازے تک لے جا
ہے۔''

پرتاب پہلوان کی یہ ڈینگیں سن کر جرار پہلوان مسکرایا اور بولا۔ ''
پھٹنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ میرے گرز کا ایک ہی وار تمہارے بھاری بھرکم جسم کو پ
کر رکھ دے گا۔''

جرار پہلوان نے ابھی یہی الفاظ کہے تھے کہ پرتاب پہلوان نے میا
سے اپنی نو من کی تلوار نکالی۔ یہ تلوار ایک سو فٹ لمبی اور بیس فٹ چوڑی تھی
پہلوان نے جرار پر تلوار کا ایک کاری وار کیا۔

مگر...... جرار نے فوراً اپنے گرز پر تلوار کا وار روکا۔ جب گرز اور تلوار
آپس میں ٹکرائے تو ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ شعلوں کا ایک طوفان سا
برپا ہوا۔ گرد و غبار کے بادل اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جب گرد و غبار کے بادل چھٹے
تو جرار پہلوان نے دیکھا کہ پرتاب پہلوان کی تلوار اس کے فولادی گرز سے
ٹکرانے کے بعد ٹیڑھی ہو چکی تھی۔ اپنی تلوار کو ٹیڑھا دیکھ کر پرتاب پہلوان کے
چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

اسی لمحے جرار پہلوان نے اپنا ایک ہزار من وزنی فولادی گرز سر سے اونچا کیا اور
دوسرے لمحے فولادی گرز، پرتاب پہلوان کے اوپر عذاب الٰہی بن کر گرا۔

''پٹاخ'' کا ایک زوردار شور بلند ہوا اور پرتاب پہلوان آتش فشاں
پہاڑ کی مانند پھٹ گیا۔ آتش فشاں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہزاروں نہیں
لاکھوں ٹکڑے دور دور تک بکھر گئے۔

گوشت کے کئی لوتھڑے جرار پہلوان سے ٹکرائے اور پرتاب پانی کی
مانند بہنے لگا۔ انتہائی گرم، ابلتا ہوا پانی۔ پھر پرتاب ہر طرف پھیل گیا۔

جرار پہلوان اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا واپس اپنی جگہ پر آ گیا اور سب جرا
پہلوان کو اس کی کامیابی پر مبارک باد دینے لگے۔

اسی وقت عمرو عیار اپنا گھوڑا بھگاتا ہوا میدان کے وسط میں آ کھڑا ہوا
اور انگارہ جادوگر کی فوج کو دعوت مبارزت دینے لگا۔

اس دبلے پتلے انسان کو دیکھ کر انگارہ جادوگر کی فوج میں قہقہے پھوٹ
پڑے۔ مگر انگارہ جادوگر تو اس دبلے پتلے انسان کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے
عمرو کے مقابلے پر ایک نامی گرامی جادوگر کو بھیجا۔ جادوگر اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا عمر
کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''آؤ بھائی۔ شاید راستہ بھول کر اس طرف آ گئے ہو۔ بتاؤ تمہیں کہاں جانا ہے۔ نا ید میں تمہیں صحیح راستہ بتا سکوں۔'' عمرو عیار نے اس پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں اسی راستے پر آیا ہوں۔'' جادوگر نے جواب دیا۔

''مگر بھائی۔ یہ راستہ تو جہنم کو جاتا ہے۔ کیا تم جہنم جانا چاہتے ہو۔ خیر میں تمہیں ہاں پہنچائے دیتا ہوں۔'' اس مرتبہ عمرو عیار نے قدرے اکڑ کر جواب دیا۔

''بکواس بند کرو۔ جہنم تو میں تمہیں پہنچاؤں گا۔ میرا نام بھی گرج ادوگر ہے۔ میں کوئی معمولی جادوگر نہیں ہوں۔ اگر ناکوں چنے نہ چبوا دیئے تو پھر کہنا۔'' گرج جادوگر نے تنتناتے ہوئے جواب دیا۔

''ارے تم کیا چبواؤ گے مجھے ناکوں چنے۔ میں نے بہت دیکھے ہیں تم یسے سورما۔ ناک تمہیں صاف کرنا نہیں آتا اور مجھے جہنم میں پہنچانے آئے ہو۔''

عمرو عیار نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا اور گرج جادوگر نے بوکھلا کر اپنا ناک ٹٹولنا شروع کر دیا۔ مگر اس کا ناک تو صاف تھا۔

''تم مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہو۔'' گرج جادوگر نے غصے سے لال پیلا ہوتے ہوئے کہا۔ ''مگر یاد رکھو۔ گرج جادوگر نے کبھی کسی سے دھوکہ نہیں کھایا۔ اب تم میرا وار روکنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

یہ کہتے ہوئے گرج جادوگر نے اپنے چغے میں ہاتھ ڈالا اور ایک انڈہ نکال لیا۔ ''یہ بطخ کا انڈہ ہے یا مرغی کا انڈہ؟'' عمرو نے انڈہ دیکھ کر مزاحیہ انداز میں گرج جادوگر سے پوچھا۔

''یہ تیرے باپ کا انڈہ ہے۔'' گرج جادوگر نے بھی غصے سے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔ ''اچھا تو یہ تیری دادی نے میرے باپ کو تحفے میں بھیجا ہو گا۔ لاؤ۔ یہ مجھے دے دو۔ میں اپنے باپ کو دے دوں گا۔'' عمرو نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''تو۔'' اور یہ کہتے ہوئے گرج جادوگر نے واقعی انڈہ اس کی طرف پھینک دیا۔ عمرو انڈہ پکڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

مگر راستے میں ہی انڈہ پھٹ گیا اور اس میں سے ہزاروں اڑنے والے سانپ نکل کر عمرو کی طرف جھپٹے۔

مگر عمرو بھی غافل نہ تھا۔ اس نے فوراً زنبیل سے سلیمانی چادر نکالی اور اپنے آگے تان لی۔ سلیمانی چادر میں یہ خاصیت موجود تھی کہ جو چیز بھی اس سے ٹکراتی ہے وہ غائب ہو جاتی ہے۔ اس طرح تھوڑی دیر بعد سب سانپ غائب ہو چکے تھے۔ عمرو نے بڑے اطمینان سے چادر سلیمانی اپنی زنبیل میں رکھ لی۔

یہ دیکھ کر گرج جادوگر کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ جھنجھلا کر بولا۔

''یہ تو میرا پہلا اور معمولی وار تھا۔ اب میرا دوسرا وار روکنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پہلے وار کی طرح تم اسے رد نہیں کر سکو گے۔''

''تم چاہے تیسرا وار بھی کر دو۔ لیکن مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گے۔'' عمرو نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ ''دیکھ لیتا ہوں۔''

یہ کہتے ہوئے گرج جادوگر نے اپنے چوغے سے ایک ناریل نکالا۔ یہ سیندور لگا ناریل تھا۔ گرج جادوگر نے منتر پڑھ کر سیندور لگا ناریل عمرو کی طرف اچھال دیا۔ آدھے راستے میں ناریل پھٹ گیا اور اس میں سے آگ کے گولے نکل کر عمرو کی طرف لپکنے لگے۔

اسی وقت عمرو نے زنبیل سے ایک بڑا سا آئینہ نکالا۔ یہ کوئی عام آئینہ نہیں تھا بلکہ طلسمی آئینہ تھا۔ عمرو نے آئینے سے نکلتی ہوئی شعاعیں آگ کے ان گولوں پر پھینکیں۔ جونہی شعاعیں ان گولوں سے ٹکرائیں۔ ان کا رخ بدل گیا اور وہ گرج جادوگر کی طرف لپکے۔ یہ دیکھ کر گرج جادوگر کا رنگ سفید پڑ گیا۔

''یہ تمہارا دوسرا وار تھا اور میری طرف سے یہ تیسرا وار سمجھو۔'' عمرو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اتنے میں آگ کے گولے گرج جادوگر سے جا ٹکرائے۔ وہ شعلوں میں گھر گیا۔ اس کے منہ سے چیخیں خارج ہونے لگیں۔ وہ کوئی منتر پڑھنے کے قابل بھی نہ رہا۔ شعلوں نے اسے جلا کر بھسم کر دیا تھا۔

گرج جادوگر کے مرتے ہی عمرو گھوڑا بھگاتا ہوا واپس اپنی فوج میں آ گیا۔ گرج جادوگر کی موت کے ساتھ ہی انگارہ جادوگر نے عام حملے کا اعلان کر دیا۔

اب دونوں فوجیں بھوکے اور بپھرے ہوئے شیروں کی طرح ایک دوسرے پر جھپٹ پڑیں۔ اور ایک طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا۔ خونریز جنگ شروع ہو گئی۔ خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ گرد و غبار کے بادلوں نے دونوں فوجوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ فضا میں اڑتے ہوئے سروں اور زمین پر گرتے ہوئے دھڑوں نے قیامت کا سا سماں پیدا کر دیا تھا۔

حق و باطل کے درمیان ایک گرما گرم معرکہ جاری ہو گیا تھا۔ امیر حمزہ کی تمام فوج جذبہ شہادت سے لبریز تھی۔ اور انگارہ جادوگر کی فوج اس جذبہ سے خالی تھی۔ امیر حمزہ کی فوج میں ایمان کی روح موجود تھی اور انگارہ جادوگر کی فوج میں کفر کی بدروح تھی۔ ظاہر ہے جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

امیر حمزہ کی فوج کا پلہ خاصا بھاری تھا۔ ان کے سپاہیوں نے کفار کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ کفار کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے اور لاشیں ایک دوسرے کے اوپر گر رہی تھیں اور میدان خون سے سرخ ہو گیا تھا۔

اسی وقت انگارہ جادوگر بھی اپنے گھوڑے پر سوار عمرو کی طرف لپکا۔ اس

نے عمرو پر اپنی تلوار سے وار شروع کر دیئے۔ عمرو نے بھی حیدری تلوار نکال لی تھی اور انگارہ جادوگر کے حملوں کو روکتے ہوئے اس پر وار کر رہا تھا۔

اچانک انگارہ جادوگر کی فوج میں شور برپا ہو گیا۔

''سالار قتل ہو گئے۔ سالار قتل ہو گئے۔''

اس کے ساتھ ہی آسمان پر چاروں طرف ایک سیاہ چھتری سی تن گئی۔ ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ مگر چند لمحات کے بعد یہ اندھیرا صاف ہو گیا اور دوسرا لمحہ ہوش اڑا دینے والا تھا۔ میدان میں امیر حمزہ کی فوج تو موجود تھی مگر انگارہ جادوگر کی فوج غائب تھی۔

یہیں ایک طرف عمرو عیار بھی طلسمی تلوار تانے اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور سامنے انگارہ جادوگر کی لاش پڑی تھی۔ عمرو سینہ تان کر انگارہ جادوگر کی لاش کی طرف گھور رہا تھا اور اس کی فوج کو للکار رہا تھا۔ لیکن وہاں کوئی ہوتا تو اس کا مقابلہ کرتا نا۔ وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا۔ ساتھ ہی عمرو عیار نے فتح کا نعرہ لگایا تو امیر حمزہ کی تمام فوج گرمجوشی سے نعرے لگانے لگی۔ اور عمرو کی بہادری پر اسے مبارکباد دینے لگی۔

عمرو عیار اور کوہِ شیطان

شمان جادوگر سر جھکائے اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے اس کے اپنے امراء، وزرا اور مصاحبوں کی لمبی لمبی قطاریں موجود تھیں۔ وہ سب بھی سر جھکائے خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ شمان کے بائیں جانب اس کا وزیر کالیا جادوگر بیٹھا تھا اور دائیں جانب اس کا دوسرا وزیر زاگر جادوگر بیٹھا تھا۔ وہ دونوں بھی شمان کے سامنے سر جھکائے مودب بیٹھے تھے۔

شمان کے عالی شان دربار میں اس وقت موت سا سماں تھا ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے دربار میں کوئی زندہ روح موجود ہی نہیں۔ اسی لمحے اس کے وزیر کالیا جادوگر نے اپنا سر اٹھایا اور خاموشی کو توڑتا ہوا شمان سے مخاطب ہوا۔ ''عالی جاہ! مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے؟''

''بکو۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟'' شمان نے ایسے پوچھا جیسے وہ گہری نیند میں سویا ہوا ہو۔ ''عالی جاہ! میرے ذہن میں تو یہ آیا ہے کہ آپ موت کے جزیرے سے اپنے دوست زباٹا جادوگر کو بلا لیں اور اس کی قیادت میں فوج کو امیر حمزہ کے مقابلے میں بھیجیں۔ ہوسکتا ہے زباٹا جادوگر امیر حمزہ کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے۔''

''نہیں...... زباٹا جادوگر بھی کمزور ہے...... نہیں...... کبھی نہیں میرا بھیجا ہوا سب سے طاقتور اور پہاڑ جیسا وحشی دیو امیر حمزہ کے ہاتھوں مارا گیا ہے وہ پھر زباٹا جادوگر ان کے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اس دیو کی بار تو ہم فوج کو میدان جنگ سے اٹھا لانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر زباٹا جادوگر فوج کو تباہ ہی کروا

دے گا۔'' شمان جادوگر نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اور کیا ترکیب ہوسکتی ہے کہ امیر حمزہ کو شکست دی جا سکے۔'' کالیا جادوگر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''میں نے تم سب کو بھی ترکیب سوچنے کے لئے بلایا ہے۔ مگر اتنی دیر گزر جانے کے باوجود تم میں سے کوئی بھی امیر حمزہ کو شکست دینے کی ترکیب نہیں سوچ سکا۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ میرے امیر وزیر اور مصاحب کتنے نااہل ہیں۔'' شمان نے افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

''عالی جاہ! میرے ذہن میں ایک بہت زبردست ترکیب آئی ہے۔'' زاگر جادوگر نے خوشی سے بھرے لہجے میں کہا۔ مگر اس کا انداز مودب تھا۔

''تمہیں بھی کالیا جیسا کوئی گھسا پٹا خیال ہی آیا ہوگا؟'' شمان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

''جی نہیں جناب عالی۔ آپ مجھے اجازت تو دیں۔ آپ میری ترکیب سن کر خوش نہ ہو گئے تو کہیں۔ تو میں اپنی ترکیب پیش کروں؟'' زاگر جادوگر نے بے چینی سے کہا۔

''اجازت ہے۔ بولو۔ تمہیں کونسی ایسی ترکیب سوجھی ہے۔'' شمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عالی جاہ! شہنشاہ کوہِ شیطان عالی جاہ...... سردار کوہِ شیطان۔'' زاگر جادوگر نے خوشی سے بے قابو ہوتے ہوئے کہا۔

شمان نے بوکھلا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر ہونٹ سکوڑتے ہوئے بولا۔

''کہاں ہے سردار کوہِ شیطان؟ مجھے تو نظر نہیں آ رہا ہے۔''

''وہ شیطان کی وادی میں ہے عالی جاہ۔ وہ آپ کا دوست بھی
ے'' زاگر جادوگر نے بتایا۔ مگر شان کی کھوپڑی میں اس کی کوئی بات ابھی تک نہ
ا'' ہاں۔ وہ میرا دوست ہے۔ میں نے کب کہا ہے کہ وہ میرا دوست نہیں ہے
پھر وہ رہتا بھی کوہ شیطان میں ہے۔ وہ کوہ شیطان کا سردار بھی ہے۔'' شان
جواب دیا۔

''عالی جاہ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سردار کوہ شیطان بہت ہی آسانی
ے امیر حمزہ کو شکست دے سکتا ہے۔ بہت ہی آسانی سے۔'' زاگر جادوگر چہکتا ہوا
۔

''واہ۔ واہ۔ ویسے ہے تو دو ٹکے کا آدمی۔ مگر بات آج تو نے دو لاکھ کی
ہے۔ میرا دھیان تو سردار کوہ شیطان کی طرف بالکل ہی نہیں گیا۔ تم تو واقعی
ت دور کی سوچ لائے ہو۔ سردار کوہ شیطان واقعی یہ کام بہت آسانی سے کر سکتا
ے۔ کوہ شیطان کی فوج اس کے قبضے میں ہے۔ وہ اپنی فوج کے ذریعے امیر حمزہ
ان کی فوج کو ختم کر سکتا ہے۔ میں ابھی اسے پیغام بھجواتا ہوں۔'' شان نے خوشی
اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں عالی جاہ نہیں۔ ایسا نہیں کیجئے گا۔ آپ سردار کوہ شیطان کو پیغام
ت بھجوایئے۔'' زاگر جادوگر نے شان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''پیغام نہ بھجواؤں تو کیا تمہارا سر بھیجوں۔'' شان نے غصے سے بھرے
ے میں کہا۔

''نہیں عالی جاہ! آپ میری بات نہیں سمجھے میرا کہنے کا مطلب ہے کہ
پ سردار کوہ شیطان کو پیغام نہ بھیجیں بلکہ خود جائیں۔'' زاگر جادوگر نے سمجھاتے
ے کہا

''مجھے خود جانے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ میں پیغام ہی لکھ دیتا ہوں۔
وہ چلا آئے گا۔ اس میں مشکل کون سی ہے۔'' شان جادوگر نے جواب دیا۔

''یہی بات تو آپ سمجھتے نہیں۔ آپ سردار کوہ شیطان کے پاس خود
جائیں اور خوب نمک مرچ لگا کر اسے امیر حمزہ کے خلاف بھڑکائیں بلکہ اسے یہ بھی
بتائیں کہ امیر حمزہ اس کی وادی پر بھی قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس طرح وہ
جوش میں آجائے گا اور امیر حمزہ پر حملہ کر کے انہیں ختم کر ڈالے گا۔ اس طرح آپ
کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور آپ سردار کوہ شیطان کے احسان مند بھی نہ بنیں
گے۔'' زاگر جادوگر کی اس عقلمندی پر شان خوش ہو گیا۔

''ہے تو دو ٹکے کا آدمی لیکن بات تو نے دو لاکھ کی ہے۔'' شان نے
خوش ہوتے ہوئے دوبارہ کہا۔ ''ہم تمہیں دو لاکھ اشرفیاں انعام دیتے ہیں۔''
شان نے کہا اور دو لاکھ اشرفیاں زاگر جادوگر کے حوالے کر دیں۔ اشرفیاں لے کر
زاگر جادوگر کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

''اب تو یہاں پر اپنی خوشیاں مناؤ اور ہم جا کر سردار کوہ شیطان سے
بات کرتے ہیں۔ ہم سے زیادہ اور کون اسے رام کر سکتا ہے۔
شان نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

''کالیا جادوگر تم میرے ساتھ آؤ۔'' یہ کہتے ہوئے شان تخت سے اٹھا
اور دربار سے باہر نکل آیا۔ کالیا جادوگر بھی اس کے ساتھ تھا۔

محل سے باہر آ کر شان جادوگر نے منہ ہی منہ میں منتر پڑھا۔ منتر پڑھتے
ہی ایک تخت اڑتا ہوا آیا اور شان کے سامنے زمین پر اتر گیا۔ شان بڑی شان کے
ساتھ تخت پر براجمان ہو گیا۔ اس نے کالیا جادوگر کو بھی تخت پر سوار ہونے کا اشارہ
کیا۔ کالیا جادوگر تخت پر سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ کالیا جادوگر تخت پر بیٹھ گیا تو شان

نے تخت کو شیطان کی وادی میں چلنے کا حکم دیا۔ تخت تیزی کے ساتھ اوپر اٹھا اور
برق رفتاری سے شیطان کی وادی کی طرف پرواز کرنے لگا۔

تخت کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ ہر چیز دھندلی دھندلی نظر آتی تھی۔ زمین
پر بہتے ہوئے دریا اور سمندر چھوٹی چھوٹی لکیروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ بڑے
بڑے پہاڑوں، میلوں، لمبے جنگلوں اور خوفناک صحراؤں کو عبور کرنے کے بعد شان
کا تخت آخر کار شیطان کی وادی میں داخل ہو گیا۔ یہ وادی سرخ رنگ کے خونی
پہاڑوں کے درمیان میں واقع تھی۔

اس وادی میں ہر طرف شیطان ہی شیطان نظر آ رہے تھے۔ چھوٹے
بڑے شیطان ان میں شیطان جن بھی تھے، شیطان دیو بھی اور شیطان بدروحیں
بھی۔ شان نے تخت کو سردار کوہ شیطان کے محل کے سامنے اترنے کا حکم دیا اور
دوسرے ہی لمحے تخت ایک بہت بڑے غار کے دہانے کے سامنے اتر گیا۔

شان جادوگر اور کالیا جادوگر تخت پر سے نیچے اترے اور غار کی طرف
بڑھے۔ مگر...... غار کے دہانے پر بہت سے شیطانی دیو پہرہ دے رہے تھے۔ ان
کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ شان نے آگے بڑھنا چاہا تو دیو چیخ اٹھے۔

شان بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ ''اوہ۔ یہ دیو تو ہمیں اندر نہیں جانے دیں
گے۔'' شان جادوگر نے کالیا جادوگر سے فکرمند لہجے میں کہا۔

''کیوں نہ ہم انہیں موت کے گھاٹ اتار کر اندر چلے جائیں گے۔''
کالیا جادوگر نے شان سے کہا۔

''کیا بکتے ہو۔ اگر ہم نے ان دیوؤں کو ہلاک کر دیا تو سردار کوہ
شیطان ہمارا دشمن بن جائے گا اور پھر تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی یہاں سے زندہ
واپس نہ جا سکوں گا۔'' شان نے اس کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا۔'' کالیا جادوگر نے چونکتے
ے کہا۔

''تم لوگ کون ہو۔'' اسی وقت انہیں ایک انسانی آواز سنائی دی اور وہ
اٹھے۔ انہیں اپنے اردگرد کوئی ذی روح نظر نہ آیا۔

''یہ آواز کیسی تھی؟'' کالیا جادوگر بولا۔

''میں پوچھتا ہوں۔ تم لوگ ہو کون؟''

پھر وہی آواز سنائی دی اور اس مرتبہ وہ یہ بھی جان گئے کہ آواز ایک
ر پہلوان کے منہ سے خارج ہوئی تھی۔ یہ آدم خور پہلوان غار کے اندر سے
ار ہوا تھا۔

''ہم سردار کوہ شیطان کے دوست ہیں۔'' شان نے اسے جواب دیا۔

''تمہارا نام کیا ہے؟'' آدم خور پہلوان نے پوچھا۔

''میرا نام شان شان جادوگر ہے اور یہ میرا وزیر کالیا جادوگر ہے۔ میں مان
ا سردار ہوں اور تمہارے سردار سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا ہمیں اندر جانے کی
ت ہے۔'' شان جادوگر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ تم یہیں کھڑے رہو۔ میں پہلے اپنے سردار کوہ شیطان سے
رے متعلق پوچھ آؤں۔'' یہ کہتے ہوئے آدم خور پہلوان غار کے اندر چلا گیا۔
ات کے بعد وہ پھر غار کے دہانے پر نمودار ہوا۔

شان اور کالیا جادوگر آدم خور پہلوان کے پیچھے چل پڑے۔ غار نیچے کی
جا رہا تھا۔ وہ چلتے رہے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک بہت بڑے کمرے
پہنچ گئے۔ ہال میں نیلگوں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ ہال پہاڑوں کے نیچے واقع

آدم خور پہلوان انہیں اس ہال میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔اب ان
علاوہ اس ہال میں اور کوئی موجود نہیں تھا۔شان پہلی مرتبہ اس جگہ آیا تھا۔
سردار کوہ شیطان سے کئی مرتبہ مل چکا تھا۔

کیونکہ سردار کوہ شیطان خود ہی اس سے ملنے آجایا کرتا تھا۔شان
کالیا جادوگر ہال کا جائزہ لینے لگے۔ہال کی دیواروں پر بڑے بڑے اور خو
جنوں اور دیوؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ان تصویروں میں سب کو
دوسرے سے لڑتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

''خوش آمدید میرے دوست۔'' شان اور کالیا جادوگر کو کسی کی
سنائی دی۔انہوں نے مڑ کر دیکھا۔ان کے پیچھے ایک بھاری بھر کم جسم کا آدمی
مسکرا رہا تھا۔اس کا چہرہ کسی آدم خور دیو کے چہرے جیسا تھا۔یہی سردار کوہ شی
تھا۔سردار کوہ شیطان کو دیکھ کر شان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

''میرے دوست۔'' شان کے منہ سے نکلا اور پھر سردار شان اور س
کوہ شیطان بغل گیر ہوگئے۔

''کیسے آنا ہوا میرے دوست؟'' سردار کوہ شیطان نے گلے ملنے
بعد شان سے پوچھا۔پھر وہ بولا۔

''آؤ میں تمہیں اپنے کمرے میں لے چلوں۔وہیں پر ساری با
ہوں گی۔'' یہ کہہ کر سردار کوہ شیطان اس ہال سے باہر نکل آیا۔ہر ماس اور
جادوگر بھی اس کے ساتھ تھے۔

ہال سے باہر آ کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔یہ نہایت عالیشا
کمرہ تھا۔اس میں بیٹھنے کے لئے نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب کرسیاں مو
تھیں۔مگر یہ سب کوہ شیطان کی شکل کی کرسیاں تھیں۔تینوں ان کرسیوں پر

۔''ہاں اب بتاؤ کہ کیسے آئے ہو؟''

''کیا بتاؤں میرے دوست۔ایک دشمن تم پر غلط نظریں گاڑھے بیٹھا
۔وہ تمہاری اس وادی پر قبضہ کرلینا چاہتا ہے۔اس کا ارادہ ہے کہ پہلے وہ مجھ
لہ کرے گا اور پھر تمہاری وادی کا رخ کرے گا۔میں نے اس کو ختم کرنے کی
کوشش کی ہے۔مگر نہ جانے اسے اتنی طاقت کہاں سے مل جاتی ہے کہ آج تک
شکست نہیں ہوسکی۔'' شان نے جان بوجھ کر آواز کو روہانسی بناتے ہوئے کہا
سردار کوہ شیطان کو غصہ دلا سکے۔

''وہ دشمن کون ہے۔جو تمہیں اور مجھے ختم کرنے پر تلا ہوا ہے؟'' سردار
شیطان نے دریافت کیا۔

''میری تو خیر ہے۔میں تو کسی طرح اس کا مقابلہ کرلوں گا لیکن مجھے تو
ری بہت زیادہ فکر ہے دوست۔کہیں وہ بے خبری میں تمہیں مات نہ دے
ئے۔'' شان جادوگر نے اس سے ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''تم اس کی فکر نہ کرو شان۔مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ آخر وہ ہے کون؟''
ار کوہ شیطان نے پوچھا۔

''وہ عرب کا سردار امیر حمزہ ہے۔'' شان جادوگر نے بتایا۔

''تم فکر نہ کرو۔اگر وہ یہاں آیا تو پھر بچ کر جا نہیں سکے گا۔'' سردار کوہ
ان نے شان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس شخص کو نہیں جانتے۔وہ کسی طوفان کی طرح آتا ہے اور سب
نیست و نابود کر کے پلک جھپکتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔میرا کہا مانو تو اس کے
آنے سے پہلے ہی اسے ختم کر ڈالو۔'' شان نے اسے ورغلاتے ہوئے کہا۔

''تم کہتے ہو تو پھر ایسا ہی کروں گا۔مگر میں اسے تلاش کہاں کروں گا۔''

سردار کوہ شیطان نے پوچھا۔

''وہ ملک عرب کا بادشاہ ہے۔کوئی عام آدمی نہیں۔اسے تلاش کر۔ میں تمہیں کوئی پریشانی نہیں آئے گی مگر اس کا ایک دوست بھی ہے..... عمرو عیار، اس شخص سے تم خاص طور پر ہوشیار رہنا؟'' شمان نے سردار کوہ شیطان کو تاکید کرتے ہوئے کہا۔

''کیوں.....کیا چیز ہے یہ عمرو عیار؟'' سردار کوہ شیطان نے حیرت سے دریافت کیا۔

''یہ شخص بہت عیار انسان ہے۔اپنی عیاری کی وجہ سے پورے عرب میں مشہور ہے۔یہ عیاری کے ذریعے بڑے بڑوں کو شکست دے دیتا ہے۔'' شمان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔اب تم فکر ہی نہ کرو۔یہ دونوں مجھ سے بچ نہ سکیں گے۔ سردار کوہ شیطان نے شمان کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی یہی اُمید ہے۔بہر حال خطرہ سے آگاہ کرنا میرا فرض تھا ورنہ وہ شخص بے خبری میں آپ کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔اب میں چلتا ہوں۔ میرے امیر وزیر میرا شدت سے انتظار کر رہے ہوں گے۔'' شمان جادوگر۔ اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔بہت جلد تم، امیر حمزہ اور عمرو عیار کی موت کی خبر گے۔'' سردار کوہ شیطان نے کہا۔

شمان دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس نے بہت ہی آسانی سے سردار کوہ شیطان کو رام کر لیا ہے۔سردار کوہ شیطان غار کے دہانے تک ان کے ساتھ آیا شمان اور کالیا جادوگر تخت پر سوار ہوئے اور مان پور کی جانب روانہ ہو گئے۔

اِدھر امیر حمزہ کو پہلے ہی پتہ چل چکا تھا کہ شمان جادوگر اپنے وزیر کے ہمراہ سردار کوہ شیطان کو ملنے شیطان وادی میں گیا ہے۔انہوں نے پہلے ہی عمرو عیار کو شیطان وادی کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

ایک طرف شمان اپنے وزیر کالیا جادوگر کو ساتھ لئے اڑن تخت پر بیٹھ کر واپسی کیلئے اڑا اور دوسری طرف عمرو عیار سلیمانی چادر اوڑھے سردار کوہ شیطان کے غار میں داخل ہو چکا تھا۔وہ کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔دراصل جب شمان جادوگر یہاں پہنچا تھا تو دروازہ بند تھا۔عمرو عیار بھی سلیمانی چادر اوڑھے تاک لگائے بیٹھا تھا۔جیسے ہی دروازہ کھلا عمرو عیار بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہو گیا تھا۔

اب شمان جادوگر اور کالیا جادوگر واپسی کیلئے روانہ ہو چکے تھے اور غار کے اندر عمرو عیار ہاتھ میں طلسمی تلوار لئے سردار کوہ شیطان کا انتظار کر رہا تھا۔سردار کوہ شیطان سر کھجاتا اور کچھ سوچتا ہوا غار کے اندر داخل ہوا۔

''عمرو.....عیار.....عمرو عیار..... یہ کون ہے عمرو عیار.....!!!'' سردار کوہ شیطان منہ میں بڑبڑایا۔

''اے گدھے کی اولاد..... لمبے کانوں اور منحوس شکل والے شیطان کے بچے..... کتے کی دم..... میں ہوں عمرو عیار.....'' عمرو عیار نے سلیمانی چادر لپیٹے ہوئے ہی کہا۔

سردار کوہ شیطان حیران و پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔اسے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

''کون.....کون ہو تم..... سامنے آؤ..... کہاں سے بول رہے ہو تم ..... میں پوچھتا ہوں کون ہو تم..... سامنے آؤ۔'' سردار کوہ شیطان پاگلوں کی طرح غرایا۔

"ارے کسی کانے خچر کے بچے...... میں نے تجھے پہلے بھی بتایا ہے کہ میں تیرا باپ عمرو عیار ہوں...... سمجھ نہیں آئی تجھے...... عمرو عیار...... عمرو عیار...... عمرو عیار...... اب سمجھ آئی یا نہیں......" عمرو عیار نے سردار کو وشیطان کو غصہ دلاتے ہوئے کہا۔

سردار کو وشیطان غصے سے پاگل ہو گیا اور غار میں ادھر اُدھر ہاتھ مارنے لگا۔ وہ غار میں پڑی چیزیں گراتا ہوا اچانک اس طرف بڑھنے لگا جس طرف عمرو چھپا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ عمرو کو وہاں سے بھاگنے کا موقع ملتا سردار کو وشیطان کا ہاتھ سلیمانی چادر پر پڑ گیا۔ عمرو نیچے سے بھاگ کر ایک طرف ہو گیا۔ سلیمانی چادر سردار کو وشیطان کے ہاتھ ہی میں رہ گئی۔

اِدھر عمرو عیار سردار کو وشیطان کے سامنے طلسمی تلوار لئے کھڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ سردار کو وشیطان کچھ سمجھ سکتا، عمرو نے طلسمی تلوار سردار کو وشیطان کے دل میں اتار دی۔

سردار کو وشیطان ایک دل دوز چیخ کے ساتھ زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ کچھ ہی لمحوں میں سردار کو وشیطان کے جسم کو آگ لگ گئی اور اس میں سے سرخ رنگ کا دھواں اٹھنے لگا۔

عمرو نے بھاگ کر اپنی سلیمانی چادر اٹھائی اور اسے اوڑھ کر ایک کونے میں چھپ گیا۔ باہر سے محافظ بھاگتے ہوئے آئے اور دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سردار کو وشیطان زمین پر پڑا تڑپ رہا ہے اور اس کے پورے جسم کو آگ لگی ہوئی ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے سردار کو وشیطان کا جسم راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اب وہاں سردار کو وشیطان کی جگہ اس کی راکھ پڑی تھی۔ محافظوں نے پورے غار کی تلاشی لی لیکن انہیں کچھ بھی نہیں ملا۔

"ارے باہر آؤ وہ دیکھو وہ جا رہا ہے سردار کو وشیطان کا قاتل وہ دیکھو......" غار کے باہر سے ایک محافظ کی آواز آئی تو سارے محافظوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

محافظوں کے باہر جاتے ہی عمرو عیار نے سلیمانی چادر طے کر کے زنبیل میں ڈالی اور باہر نکل آیا۔ عمرو عیار نے دیکھا کہ محافظ ایک دیو کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ وہ اس دیو کو سردار کو وشیطان کا قاتل سمجھ رہے تھے۔ عمرو عیار نے ہنستے ہوئے زنبیل سے طلسمی گھوڑا نکالا اور اس پر سوار ہو کر واپس عرب کی طرف روانہ ہو گیا۔

اِدھر شان جادوگر کو جب سردار کو وشیطان کی موت کے بارے پتہ چلا تو وہ سر پیٹ کر رہ گیا اور اپنے وزیروں کو کوسنے لگا۔

عمرو عیار نے واپس آ کر امیر حمزہ کو سردار کو وشیطان کا بتایا تو وہ خوش ہو گئے۔ انہوں نے عمرو کو شاباش دی اور ساتھ ہی ایک طلسمی انگوٹھی بھی۔ عمرو نے طلسمی انگوٹھی آنکھوں کو لگائی اس کو چوما اور انگلی میں پہن کر اپنے گھر چلا گیا۔

ایک دن عمرو سیر و تفریح کی غرض سے ایک دور دراز علاقے کی طرف چل پڑا۔ اس علاقے میں پہنچتے ہی عمرو کو ایک باغ نظر آیا۔ کافی دور چلنے کے بعد عمرو عیار خوبصورت باغ کے پاس پہنچ گیا جس میں طرح طرح کے پھل لگے تھے۔

عمرو عیار کو بھوک بہت لگی تھی۔ لہٰذا عمرو عیار نے ایک درخت سے آم اتارے اور اسی درخت کے نیچے بیٹھ کر آرام سے کھانے لگا۔

جب عمرو عیار کا پیٹ بھر گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آگے جانے کی سوچنے لگا۔ اچانک اسی درخت کا تنا کھل گیا بس طرح دروازہ کھلتا ہے۔ عمرو بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ عمرو اس درخت کے تنے کی طرف بڑھا اور اندر داخل ہو گیا نہ وہ

درخت پھر سے بند ہو گیا اور اب عمرو درخت کے تنے کے اندر اندھیرے میں کھڑا ادھر اُدھر گھور رہا تھا۔

اچانک عمرو کو لگا جیسے وہ نیچے ہی نیچے دھنستا جا رہا ہو۔ عمرو کو خوف سا آنے لگا کہ اب کیا ہوگا۔ اچانک عمرو ایک شاندار محل میں جا گرا۔ محل کے اندر جگہ جگہ مُردے کھڑے تھے۔ عمرو کو اور زیادہ خوف آنے لگا کہ یہ مُردے کا شہر تو نہیں۔ اچانک ایک مُردہ سر پر تاج سجائے محل میں داخل ہوا اور تخت پر بیٹھ گیا۔ عمرو ڈر کے مارے تھر تھر کانپ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب یہ کیا کرے گا اس کے ساتھ۔

اچانک سردار مُردہ بولا۔ مجھے تمہارے جیسے انسان کی ہی تلاش تھی اور تمہارے جیسے انسان کے خون کی ضرورت تھی جس سے میں پھر جوان اور انسانی شکل میں آجاؤں گا اور پھر کبھی مجھے موت نہ آئے گی۔ عمرو ڈر کے مارے بولا۔ مگر اے مُردوں کے سردار مجھ میں خون ہے ہی کہاں۔ میں تو خود ایک کمزور انسان ہوں مجھ میں سے کیا نکلے گا۔ اور مجھے مار کر آپ کو کیا ملے گا۔

سردار مُردے نے بھیانک قہقہہ لگایا اور بولا۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ تم ہمارے کس کام آؤ گے۔ اور ہم تمہیں ایسے تھوڑے ہی ماریں گے۔ پہلے تمہیں ہم بہترین کھانے اور تازہ پھل کھلائیں گے تاکہ تمہارے اندر تازہ خون پیدا ہو۔ اس کے بعد تمہیں ذبح کر کے تمہاری قربانی اپنے دیوتا کو چڑھائیں گے اور تمہارا خون پی جائیں گے۔

بادشاہ مُردے نے تالی بجائی اور دو مُردے اندر آگئے۔ بادشاہ نے ان مُردوں کو حکم دیا کہ عمرو کو بازوؤں سے پکڑ کر قید میں ڈال دو۔ وہ مُردے آگے بڑھے اور عمرو کو بازوؤں سے پکڑ کر ایک طرف لے گئے۔ ان مُردوں نے عمرو کو ایک نہایت شاندار کمرے میں دھکیل دیا اور باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ عمرو کو اپنی

موت صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اور وہ کوئی ترکیب سوچ رہا تھا مگر اس کے ذہن میں کوئی ترکیب بھی نہیں آرہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہی دو مُردے اندر آئے اور ایک تھال میں کھانا اور پھل وغیرہ لے آئے۔ وہ کھانا عمرو کے آگے رکھ کر واپس کمرے سے باہر چلے گئے اور دروازے کو بند کر دیا۔ کھانا بہت لذیذ اور عمدہ معلوم ہو رہا تھا۔ مرغ روسٹ کئے ہوئے تھے اور ساتھ میں تازہ پھل پڑے تھے۔ عمرو نے سب کچھ بھلا کر پہلے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر پھل کھائے۔

وہ مُردے واپس اندر آئے اور خالی تھال لے کر چلے گئے۔ عمرو کو اپنی جان کی فکر لاحق ہو گئی اور اسے کوئی ترکیب بھی نہیں سوجھ رہی تھی۔ اگلے دن پھر ان مُردوں نے عمرو کو بہت کچھ کھلایا پلایا۔

عمرو حیرت انگیز طور پر صحت مند ہونے لگا۔ تب عمرو نے زنبیل سے میک اپ کا سامان نکالا اور خود کو ایک حسین عورت میں تبدیل کر لیا۔ مُردے جب کھانا دینے آئے تو انہوں نے جب عمرو کی جگہ ایک حسین عورت کو پایا تو کھانا وہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے اور اپنے سردار مُردے کو سارا ماجرا سنایا۔ سردار مُردہ خود ان کے ساتھ ادھر آیا اس نے دیکھا کہ واقعی عمرو کی جگہ ایک حسین عورت وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔

سردار مُردہ بولا۔ اے عورت کون ہو تم اور یہاں کیسے آگئی۔

عورت بولی۔ میں عرب کی لیلیٰ ہوں اور تم لوگوں نے جس آدمی کو یہاں قید کیا ہوا تھا وہ دراصل ایک جادوگر تھا۔ اس نے جادو کے ذریعے مجھے یہاں لے آیا اور اپنی جگہ بٹھا کر خود فرار ہو گیا ہے۔ اب تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کر سکتے ہو۔

سردار مُردہ غصے میں آ کر بولا۔ کم بخت بزدل کہیں کا بھاگ گیا اور اپنی جگہ ایک عورت کو چھوڑ گیا۔ ہمیں تم سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہمیں تو ایک مرد کے خون کی ضرورت تھی۔ لیکن خیر اب تمہارا خون ہی ہمارے کام آئے گا۔ سردار نے مُردوں کو حکم دیا کہ اسے لے چلو اور ذبح کر دو۔

مُردوں نے اس عورت یعنی عمرو کو پکڑا اور ایک خاص کمرے کی طرف لے کر چلے گئے۔ مُردوں نے اس عورت کا سر ایک پتھر پر رکھ دیا اور ایک مُردہ تلوار لے کر آگے بڑھنے لگا۔

اچانک عورت یعنی عمرو بولا۔ ٹھہرو اے مُردے بھائی! میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ مُردے نے کہا۔ جو کچھ کہنا ہے جلدی سے کہو ورنہ تمہیں ابھی قتل کر دیا جائے گا۔

عورت نے کہا۔ میرا خون آپ کے اس وقت کام نہیں آ سکتا کیونکہ اس جادوگر نے میرا خون سفید کر دیا ہے جو آپ کے کسی کام کا نہیں۔ اگر تم اس خون کو استعمال کرو گے تم جل کر بھسم ہو جاؤ گے۔

مُردہ ڈر گیا اور بولا۔ میں ابھی سردار کو بتاتا ہوں۔

مُردوں نے عمرو کو وہیں چھوڑا اور سردار کی طرف چل دیئے۔ ان کے جاتے ہی عمرو نے پھر میک اَپ کر کے خود کو نوے سال کا بوڑھا بنا لیا اور آرام سے بیٹھ گیا۔ جب سردار مُردہ اور اس کے ساتھی مُردے آئے تو وہاں ایک بوڑھے کو پایا اور حیران ہو گئے۔

سردار مُردہ دھاڑا۔ کم بخت کون ہے تو۔ کتنے روپ ہیں تیرے۔

بوڑھا بولا۔ میں وہی حسین عورت ہوں۔ شاید اس جادوگر نے جادو کر کے مجھے اتنا بوڑھا کر دیا ہے کہ تم میرا خون نہ نکال سکو۔

سردار مُردہ غصے میں آ گیا اور بولا۔ کم بخت شیطان کی اولاد۔ اگر میرے قابو آ جائے تو اس کا ایک ایک قطرہ خون کا نچوڑ لوں۔ خیر چھوڑوں گا تم کو بھی نہیں۔ لے جاؤ اور اسے قید خانے میں ڈال دو۔ کبھی تو وہ سامنے آئے گا جادوگر کا بچہ۔

مُردوں نے عمرو کو پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے قید خانے کی طرف لے گئے۔ عمرو قید خانے میں جا کر سوچنے لگا کہ اس طرح تو جان چھوٹے گی نہیں۔ اب اور کوئی نسخہ استعمال کرنا چاہئے۔ عمرو نے پھر اپنی زنبیل سے سامان نکالا اور خود کو اتنا بھیانک شکل کا بنا لیا کہ بس جو دیکھے ڈر کر گر پڑے۔ حسب معمول جب مُردے کھانا لائے تو اتنی بھیانک شکل دیکھ کر گھبرا گئے اور کھانا وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ عمرو نے کھانا اٹھایا اور مزے سے کھانے لگا۔ مُردوں نے اپنے سردار کو بتایا کہ اب وہاں بہت بھیانک شکل والی بلا بیٹھی ہے۔

سردار مُردہ بولا۔ ہوں...... یہ سب اس جادوگر کے چکر ہیں۔ میں ابھی اپنے دیوتاؤں سے خبر لیتا ہوں کہ اصل ماجرا کیا ہے۔

سردار مُردہ ایک کمرے میں گیا اور ایک آئینہ اٹھا کر کہا۔

"اے شیطانی آئینے! مجھے بتاؤ کہ یہ سارا معاملہ کیا ہے۔"

اچانک آئینے میں حرکت پیدا ہوئی اور آئینے میں ایک بہت ہی بھیانک اور مکروہ شکل نمودار ہوئی۔ آئینہ بولا۔ وہ عمرو عیار ہے اور تمہیں بھیس بدل بدل کر پریشان کر رہا ہے۔ تم جلد از جلد اسے ختم کر دو تاکہ ہمیں سکون ملے۔

سردار مُردہ بولا۔ ہوں۔ ہمیں چکر دیتا ہے کم بخت۔ اُس نے مُردوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس کو پکڑ کر لاؤ ابھی اسے ذبح کر دیتے ہیں۔

مُردے قید خانے کی طرف بھاگے اور اندر سے عمرو کو پکڑ کر باہر لے

آئے۔ مُردہ سردار قہقہہ لگا کر بولا۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ تم لاکھ بھیس بدلو عمرو مگر اب تم نہیں بچ سکتے۔

عمرو ڈر کر بولا۔ مجھے معاف کر دو مُردہ سردار۔ مجھ غریب کو مار کر تمہیں کیا ملے گا۔ مُردہ سردار قہقہہ لگا کر بولا۔ بہت کچھ ملے گا مجھے۔ پھر سے خوبصورت جوانی مل جائے گی جو کبھی نہ ختم ہونے والی ہوگی اور میں پھر سے پوری دنیا پر راج کروں گا۔

عمرو عیار کو اب پسینے آنے لگے اور وہ دل ہی دل میں خدا سے مدد مانگنے لگا کہ وہ کس مصیبت میں آن پھنسا ہے۔ اب عمرو نے اپنی طاقت کا استعمال ضروری سمجھا کیونکہ اب کوئی چالاکی اور ہوشیاری چلنے والی نہ تھی۔ مُردوں نے عمرو کو گھسیٹا اور اس جگہ پر لے گئے جہاں عمرو کو قربان کرنا تھا۔ مُردے جب عمرو کے ہاتھ باندھنے لگے تو عمرو بولا۔ ٹھہرو یار۔ مجھے مرتو جانا ہی ہے پہلے مجھے کچھ کھا تو لینے دو۔ عمرو نے زعفرانی عطر نکالا۔ مُردوں نے جھٹ سے اس سے وہ عطر چھین لیا۔

یہ کیا ہے۔ ایک مُردہ بولا۔

عمرو بولا۔ بھائی یہ عطر ہے اور ہمارے عرب میں یہ عطر بہت مشہور ہے اب تم مجھے مار تو دو گے ہی تو میں ذرا خوشبو لگانا چاہتا تھا۔

اچھا تو جناب خوشبو لگا کر مریں گے...... چل الو کے پٹھے......اب یہ عطر میں لگاؤں گا۔ اتنا کہہ کر مُردے نے عطر کھول کر سونگھا تو اس میں موجود سفوف بے ہوشی نے اپنا کام کر ڈالا۔ عمرو نے رومال نکال کر اپنے منہ پر رکھ لیا تھا۔ وہاں موجود تمام مُردے بے ہوش ہو گئے۔ عمرو نے زعفرانی عطر کی شیشی اٹھائی اور اسے ایک بڑے پتھر پر دے مارا۔ ہر طرف زعفرانی عطر کی خوشبو پھیل گئی۔ عمرو نے اپنے

منہ اور ناک پر رومال باندھ لیا تھا۔ اس نے زنبیل میں سے طلسمی تلوار نکالی اور مُردوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنے لگا۔ عمرو عیار نے تمام مُردوں کی ہڈیاں توڑ توڑ کر چاروں طرف بکھیر دی تھیں۔ اسی اثناء میں سردار مُردہ بھی اس جگہ پہنچ گیا اور بولا۔ کیوں بے تلوار اٹھالی تو نے۔ مگر کیا کرو گے۔ مجھ سے لڑو گے۔ ہاہاہا۔

سردار مُردے نے بھی قہقہہ لگاتے ہوئے تلوار نکال لی اور اب عمرو اور سردار مُردے میں جنگ شروع ہوگئی۔ سردار مُردے کے حملوں سے عمرو عیار بددل ہوگیا تھا اور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنے لگا۔

سردار مردہ تیزی سے تلوار چلاتا جا رہا تھا۔ اسی لمحے عمرو کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے اللہ کا نام لے کر ایک بھرپور وار سردار مردے پر کیا جس سے اس کی کھوپڑی کے کئی ٹکڑے ہو کر دور دور بکھر گئے۔ عمرو نے اس کی ایک ایک ہڈی کو بھی توڑ دیا۔ اسی لمحے زوردار زلزلہ آیا۔ زمین پھٹی اور عمرو کو نیلا آسمان نظر آنے لگا۔ عمرو جلدی جلدی وہاں سے باہر نکل آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو نے سکھ کا سانس لیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمرو عیار اور شیطانی ہیولا

جب مچھلیاں اوپر اچھل کر دوبارہ سمندر کے پانی میں گرتیں تھیں۔ تو عمرو عیار چھوٹے بچوں کی طرح اچھل اچھل کر خوش ہوتا اور قلابازیاں لگانے لگتا۔ عمرو عیار کو اس قسم کے مناظر سے بے حد خوشی ہوتی۔

عمرو عیار اس کھیل کود سے بھرپور لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک سنہری کرنیں چوٹیوں پر سے ہوتی ہوئیں سمندر کے پانی پر پھیلنے لگیں۔ سمندر کے پانی میں جیسے آگ سی لگی ہوئی نظر آنے لگی۔ عمرو عیار نے چونک کر سامنے دیکھا، سورج پہاڑیوں سے اوپر آ گیا تھا اور اس کا عکس سمندر کے پانی میں نظر آ رہا تھا۔ عمرو کو یہ نظارہ بہت اچھا محسوس ہو رہا تھا۔ پھر اسے سمندر کے پانی میں غیر معمولی تھرتھراہٹ محسوس ہوئی۔ سمندری لہروں میں اتھل پتھل ہو رہی تھی اور ایک عجیب سی کیفیت برپا ہو گئی تھی۔ عمرو عیار فوراً سمجھ گیا کہ کوئی خطرناک سمندری ہیولا ادھر آ گیا ہے۔ ورنہ اتنی خوفناک تھرتھراہٹ سمندر کے پانی میں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس نے فوراً اپنی تلوار میان سے نکالی اور سمندری ہیولے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور غور سے چاروں طرف نظریں گھمانے لگا۔

اس کی نظریں عقابی انداز میں سمندر کے پانی کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اسے وہ ہیولا نظر آ ہی گیا۔ وہ خوفناک ہیولا اپنا سر نکالے تیزی سے تیرتا ہوا عمرو عیار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمرو عیار اس سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہو گیا۔ اب اس کی آنکھوں سے وحشت اور درندگی صاف جھلکنے لگی۔

وہ خود بھی ایک بھیانک ہیولا نظر آنے لگا۔ وہ ایک بہت خوفناک

شیطانی ہیولا تھا۔ اس کا منہ ایک غار کی مانند تھا اور اس کے دانت سفید پتھروں کی مانند باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک چٹان تیرتی ہوئی تیزی سے عمرو کی طرف آ رہی ہے اور اس میں جو غار ہے اس نے ایک بھیانک منظر دے رکھا تھا اور اس کے دانت نوکیلے سفید پتھروں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ عمرو عیار اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ آج وہ واقعی ایک خوفناک درندے سے مقابلہ کرنے والا تھا۔ اتنا خوفناک شیطانی ہیولا عمرو عیار نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ بے شک وہ ایک خوفناک اور بھیانک ہیولا تھا اور بڑی تیزی سے عمرو کی طرف بڑھ رہا تھا تاکہ اسے ختم کر کے ہضم کر سکے۔ لیکن عمرو کو اس کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ اور اسے ذرا سا بھی خوف نہ تھا۔ وہ اپنی تلوار کو مضبوطی سے تھامے کھڑا تھا اور اسے ختم کرنے کا منتظر تھا۔ شیطانی ہیولے کے منہ سے عجیب سی خوفناک چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کی دم بہت لمبی تھی۔ عمرو عیار جانتا تھا کہ شیطانی ہیولا اپنی دم کے ذریعے شکار کو بے دم کرتا ہے اور پھر اس کے بے جان جسم کو دانتوں میں دبا لیتا اور بڑے مزے سے کھانے لگتا ہے۔

جلد ہی ہیولا عمرو عیار کے سامنے آ گیا۔ پھر وہ تیزی سے گھوما۔ اس میں کمال کی پھرتی تھی۔ لیکن عمرو عیار اس سے کہیں زیادہ پھرتیلا نکلا۔ وہ فوراً پھرتی سے کام لے کر اس کی مضبوط اور بھیانک دم کی زد سے باہر نکل گیا۔ شیطانی ہیولا اپنی دم سے پہلا وار کر چکا تھا۔ مگر عمرو عیار کی پھرتی نے اسے ناکام بنا دیا۔

عمرو عیار اس کی دم کی زد سے باہر آ کر محفوظ ہو گیا اور اس نے اس کی واپس جاتی ہوئی دم پر تیزی سے وار کیا۔ مگر اس نے بھی اپنی دم بجلی کی سی تیزی کے ساتھ واپس کر لی اور وہ بھی عمرو کے اس زبردست حملے کی زد سے بچ گیا۔ اس کی اس پھرتی پر عمرو بڑا حیران ہوا۔ شیطانی ہیولے کے منہ سے پرجوش آوازیں نکل

رہی تھیں۔ اپنی اس ناکامی پر وہ سخت غصے میں تھا۔ اس کی سردہ مردہ آنکھوں نے عمرو عیار کو گھورا۔ اگر عمرو عیار کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اتنی بھیانک اور خوفناک آنکھوں کی طرف دیکھ کر خود ہی بے ہوش ہو کر گر گیا ہوتا۔ لیکن یہ عمرو تھا جس نے اس سے بھی خوفناک اور دہشت زدہ منظر دیکھے تھے۔ لیکن ان تمام مشکلات سے نپٹنا جانتا تھا۔

عمرو عیار درندوں، وحشیوں اور خوفناک بلاؤں کا بادشاہ تھا۔ وہ زور سے غرایا۔ ''بس ڈر گئے خوفناک درندے آؤ اور دوبارہ حملہ کرو، شاید مجھے ہڑپ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔'' وہ عمرو عیار کی بات کیا سمجھتا۔ لیکن عمرو کی حرکات پر اسے سخت غصہ آ رہا تھا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے آگے چلا گیا۔ وہ ایک دم مڑا اور دوبارہ عمرو عیار کی طرف آنے لگا۔ عمرو عیار نے زوردار چیخ ماری۔

''خوب! ہاں تمہارا یہ حملہ بڑا زبردست ہو گا۔'' شیطانی ہیولا برق رفتاری سے عمرو عیار کی دوسری سمت میں آ گیا۔ اس نے پوری طاقت اور تیزی سے عمرو عیار کی کمر کی طرف اپنی خوفناک لمبی اور مضبوط دم کا وار کیا۔ عمرو عیار حیرت انگیز طور پر ہوا میں اچھلا اور ایک طرف کود پڑا اور ایک دفعہ پھر شیطانی ہیولے کے وار کی زد سے باہر ہو گیا۔ جتنی تیزی سے شیطانی ہیولے نے عمرو پر وار کیا اتنی ہی تیزی کے ساتھ عمرو نے بھی ایک بھرپور وار اس کی دم پر اپنی تلوار سے کر دیا۔ شیطانی ہیولا انتہائی پھرتیلا ہونے کے باوجود عمرو کے وار سے اپنی دم نہ بچا سکا۔ اور اس کی آدھی دم کٹ کر سمندر کے پانی میں نیچے جا گری۔ شیطانی ہیولے نے ایک دہشت زدہ چیخ ماری۔

اس کی چیخ اتنی ہیبت ناک تھی کہ ملک اقربا میں خوف و ہراس پھیل گیا اور ہر طرف ہل چل مچ گئی لوگ اور جانور خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ اپنی

اس کامیابی پر عمرو عیار بھی خوفناک چیخیں مار رہا تھا۔ اس وقت دونوں خوفناک درندے بنے ہوئے تھے اور چیخ رہے تھے جس سے ملک اقربا کے باسی ڈر کر ادھر ادھر چھپ رہے تھے، وہ اتنے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ انہیں اپنے بچوں کا بھی ہوش نہ رہا۔

وہ تیزی سے عمرو عیار کی طرف گھوما اور اپنی کٹی ہوئی دم سے عمرو عیار پر حملہ کرنے کے لئے اس کی طرف لپکا۔ اس کی دم سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے تھے اور سرخ سیاہی مائل خون سمندر کے پانی میں گرنے کی وجہ سے پانی بھی سرخی مائل ہوتا گیا۔ اب اس شیطانی ہیولے کے حملے میں پھرتیلا پن نہ رہا تھا۔ عمرو عیار ذرا بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور تیزی سے پوری قوت کے ساتھ اس نے ایک اور وار کر کے اس کی بقیہ دم بھی کاٹ دی۔ اس شیطانی ہیولے نے خوفناک چیخیں مارنی شروع کر دیں اور عمرو عیار بھی اپنی فتح پر چیخنے چلانا شروع ہو گیا تھا۔ اب اس کی دم نہایت چھوٹی سی رہ گئی تھی۔

شیطانی ہیولا اب اس دم سے کوئی کام نہ لے سکتا تھا لہٰذا اس نے اپنا منہ کھولا اور عمرو عیار کی ٹانگ کی طرف لپکا۔ وہ انتہائی جوش، غصے اور غیظ و غضب میں بھرا ہوا تھا۔ جیسے ہی اس کا منہ عمرو عیار کی ٹانگ کی طرف آیا۔ عمرو نے اپنی ٹانگ انتہائی پھرتیلے انداز میں پرے کھینچ لی اور اچھل کر اس کی آنکھ میں بھرپور وار سے تلوار اندر گھسا دی۔ تلوار اس کی آنکھ میں گھستی چلی گئی اور اس کی آنکھ کو چیرتی ہوئی اندر تک گھس گئی۔

جب عمرو عیار نے تلوار کھینچی تو خون کا فوارہ اس کی آنکھ سے ابل پڑا، اس کا خون بدبودار تھا۔ وہاں بدبو ہی بدبو پھیل گئی تھی۔ عمرو عیار پرے ہو گیا۔ اس کی آنکھ نکل گئی تھی۔ اب وہ دوسری آنکھ سے اسے دیکھتا ہوا دلدوز چیخیں مار رہا تھا

اور غیظ وغضب میں بھرا ہوا تھا۔ وہ جھنجلا کر پھر عمرو عیار کی طرف آیا۔

عمرو عیار نے اچھل کر اس کی دوسری آنکھ میں بھی تلوار اتار دی۔ اب شیطانی ہیولا کی دونوں آنکھیں پھوٹ چکی تھیں۔ اور وہ بھیانک انداز میں چیخیں مار رہا تھا۔ اس کی چیخوں سے ایک کہرام سا مچا ہوا تھا۔ وہ پاگل ہو گیا تھا اور عمرو عیار کو منہ میں پکڑنے کے لئے ادھر ادھر گھوم رہا تھا۔ عمرو عیار نے دوسری طرف سے آکر اس کی گردن پر تلوار سے زبردست حملہ کیا۔ اور تلوار اس کی گردن کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔ اس کے بعد ایک خوفناک چیخ کے ساتھ شیطانی ہیولا دم توڑ گیا۔

شیطانی ہیولے کا جسم ساکت ہو چکا تھا۔ عمرو عیار نے اپنی فتح کی ایک بھیانک چیخ ماری اور تلوار کو سمندر کے پانی سے دھونے لگا۔ اس کی نیلی آنکھیں وحشیانہ طور پر مسرت کا اظہار کر رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے وحشت اور درندگی ختم ہو گئی اور اس نے تلوار میان میں رکھ لی۔ پھر وہ پرسکون انداز میں تیزی سے کنارے کی طرف آ گیا۔

پانی سے نکلنے کے بعد عمرو نے اپنا حلیہ درست کیا اور وادی کی طرف چلنے لگا۔ سورج کافی بلند ہو گیا تھا اور ابھی تک وہ ناشتہ نہ کر سکا تھا۔ اسے زور کی بھوک محسوس ہو رہی تھی، وہ کچھ دور دوڑنے کے بعد ایک مضبوط درخت کی شاخ سے جھول گیا۔ اس نے اس طرح اندازہ کر لیا کہ اس کے جھولنے سے یہ شاخ نہ ٹوٹے گی۔ اس لئے وہ اسپرا اچھی طرح جھول کر دوسرے درخت کی طرف کود گیا اور دوسرے درخت کی مضبوط و توانا شاخ کو پکڑ کر جھولنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ تیسرے درخت کی شاخ کو پکڑ کر جھول رہا تھا۔ اسی طرح وہ درختوں کے ذریعے تیزی سے وادی کی طرف بڑھتا گیا۔

وادی میں آکر وہ ایک درخت کی موٹی شاخ پر بیٹھ گیا اور چشمے کی طرف

دیکھنے لگا۔ وہاں ایک موٹا تازہ بکرا کھڑا چشمے کا میٹھا اور ٹھنڈا پانی پی رہا تھا۔ عمرو عیار اس کے پلٹنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جیسے ہی بکرا پانی پی کر مڑا اور اسی درخت کے پاس سے گزرا جہاں عمرو عیار بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے فوراً اس پر چھلانگ لگا دی اور اس کی گردن کو اپنے بازو کی گرفت میں لے لیا۔ بکرا اس آفت ناگہانی سے پریشان ہو گیا اور عمرو عیار کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن یہ عمرو عیار کی گرفت تھی جس سے بڑے بڑے جن اور دیو نہ نکل پائے یہ معمولی بکرا کیا چیز تھی۔ عمرو کی گرفت سے نکلنا اس کے بس کی بات کہاں تھی۔

عمرو عیار نے بڑے بڑے خوفناک اور بھیانک درندوں کو ختم کر دیا تھا ایک معمولی بکرا اس کے سامنے کیا حیثیت رکھتا تھا۔ ویسے بھی وہ اس کا شکار تھا اور وہ اسے بھون کر کھانے والا تھا۔ دوسرے لمحے عمرو عیار نے جدوجہد کرتے ہوئے بکرے کی گردن کو ایک جھٹکا دیا۔ ایک چیخ کی آواز فضا میں دھیمے انداز میں گونجی۔ دوسرے لمحے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور بکرا تڑپنے لگا تھا۔ عمرو عیار نے اسے گھاس پر چھوڑ کر اس کی گردن پر خنجر پھیر دیا۔ اس کی گردن سے سرخ سرخ خون کا فوارہ نکلا۔ دوسرے لمحے بکرے نے معمولی سے جھٹکے کے ساتھ دم توڑ دیا۔ جب بکرا ٹھنڈا ہو گیا تب عمرو عیار نے اپنے خنجر سے اس کی کھال اتار کر ایک جھاڑی پر پھینک دی اور اس کے گوشت کے ٹکڑے کیئے۔

پھر اس نے ادھر اُدھر گھوم کر دیکھا، اسے کچھ فاصلے پر جلنے والی سرسبز جھاڑیاں نظر آ گئیں۔ وہ ان جھاڑیوں کی طرف لپکا اور انہیں جڑ سمیت اکھاڑ لیا۔ جھاڑیوں کا ایک بنڈل سا بنا کر وہ ادھر آ گیا جہاں اس نے بکرے کا گوشت بنایا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے چقماق پتھروں کے دو ٹکڑے تلاش کیئے اور انہیں لا کر جھاڑیوں کے بنڈل پر رگڑا۔ اسی لمحے ان سے چنگاریاں جھڑ کر بنڈل پر گریں اور

سرسبز جھاڑیوں میں آگ لگ گئی۔ دوسرے لمحے آگ بھڑک کر شعلوں میں تبدیل ہوگئی۔ جب شعلے کافی بلند ہوگئے، تب عمرو عیار نے ان شعلوں پر بکرے کا گوشت خنجر کی مدد سے بھوننا شروع کر دیا۔

جھاڑیاں خشک لکڑی کی طرح جل رہی تھیں۔ جھاڑیوں کے پتوں اور شاخوں میں تیل تھا جو جل رہا تھا۔ ان جھاڑیوں کو جلا کر ہی حبشی لوگ اپنے لئے کھانا پکاتے تھے۔ گوشت بھونتے اور ان کی شاخوں کی موٹی ٹہنیوں سے اپنی جھونپڑیوں میں روشنی کرتے تھے، وہ کس طرح شمع کی طرح جلتی تھیں۔

وہاں ایسے درخت بھی موجود تھے جن کی لکڑی بھی جلتی ہے۔ درختوں کی موٹی موٹی شاخوں کو مشعل کے طور پر جلایا جاتا تھا۔ عمرو عیار اپنی جھونپڑی میں اس طرح کی مشعلیں دن رات روشن رکھتا تھا۔ بڑی بڑی جھونپڑیوں میں اسی قسم مشعلیں روشن رہتی تھیں اور ان کی روشنی کافی تیز ہوتی تھی۔

عمرو عیار نے جلد ہی گوشت بھون لیا اور ہرے ہرے گھاس پر بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے ڈال دیئے۔ اور پھر سمندر کی طرف چلا گیا اور خنجر دھو کر لنگوٹ میں رکھ لیا۔ پھر اس نے سمندر کا ٹھنڈا پانی پیا۔ اس کے بعد وہ واپس ادھر آ گیا جہاں بکرے کا بھنا ہوا گوشت پڑا تھا۔ وہ ایک گوشت کا ٹکڑا اٹھا کر کھانے لگا۔ اس کے تیز دانت تیزی سے گوشت پر چل رہے تھے اور وہ بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر گوشت کھا رہا تھا۔ اسے زوروں کی بھوک لگی تھی۔

اس لئے اسے گوشت کھانے میں مزا آ رہا تھا۔ اسی لمحے وہ چھوٹے شیطان جن سامنے والی چٹان سے کود کر اس کے قریب آ گئے۔ عمرو عیار انہیں دیکھ کر چونکا اور اس نے فوراً ہی گوشت کے دو ٹکڑے کھینچ کر پرے کر دیئے۔ مگر ایک بڑا ٹکڑا جنوں کے قبضے میں آ گیا۔ انہوں نے پنجوں سے وہ ٹکڑا اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور اس

میں دانت گاڑ دیئے تھے۔ دوسرے لمحے دونوں چھوٹے شیطان جن مزے لے لے کر گوشت کو بھنبھوڑتے ہوئے ہلکی ہلکی غراہٹیں چھوڑ رہے تھے۔ عمرو عیار گوشت کھا رہا تھا، مگر وہ سخت غصے میں تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ گوشت کھا لیں، تب وہ انہیں زبردست سزا دے گا۔ انہیں زندہ واپس نہ جانے دے گا۔

عمرو عیار غیظ وغضب میں بھرا گوشت تیزی سے کھا رہا تھا۔ اس نے گوشت ختم کر دیا۔ دونوں چھوٹے شیطان جن بھی گوشت کے آخری ٹکڑے چبا رہے تھے۔ عمرو عیار جنوں پر برے انداز سے غرا رہا تھا۔ ''کھا لو..... کھا لو گوشت، ابھی تم موت کی آغوش میں سو جاؤ گے۔'' عمرو عیار بڑبڑا رہا تھا مگر جیسے جنوں کو اس کی ذرا سی بھی پروا نہ تھی۔

وہ بڑے انہاک سے گوشت بھنبھوڑ رہے تھے۔ چند لمحوں میں وہ بھی گوشت کھا کر فارغ ہو گئے اور عمرو عیار کو خونی انداز میں دیکھ کر غرانے لگے۔ عمرو عیار انہیں گھور کر غرایا۔ ''تم نے عمرو عیار بادشاہ کے ساتھ گستاخی کی ہے، اس کے شکار کو زبردستی کھایا ہے، اب تمہیں موت کی سزا ملے گی۔'' دونوں چھوٹے شیطان جن غرائے۔

''تمہاری کیا مجال ہے ہمیں موت کی سزا دو۔ ہمیں بھنے ہوئے گوشت کا مزا نہیں آیا۔ اب ہم تمہارا گوشت کھائیں گے اور خون پئیں گے۔ پھر ہمیں مزا آئے گا اور ہماری تسلی ہوگی۔ تم بادشاہ ہو یا لٹیرے، ہمیں اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہم تمہارا گوشت ضرور ہی کھائیں گے، تم ہمیں ہلاک نہیں کر سکتے، ہم تمہیں ختم کر دیں گے۔'' عمرو عیار نے اسی لمحے جوش میں بھر کر لنگوٹ سے خنجر نکال لیا اور اسے ان کی طرف لہرانے لگا۔ اب اس کی آنکھوں سے وحشت اور درندگی جھلکنے لگی اور وہ ایک بھیانک ہیولا نظر آ رہا تھا۔ وہ اسے وحشیانہ انداز میں گھو

رر ہے تھے اور غرا رہے تھے۔اب عمرو عیار نے بھی ان کی طرف گھوم کر ان ہی کے انداز میں گھورر ہا تھا۔ان غراہٹوں میں نفرت وحقارت تھی۔وہ غیظ وغضب میں بھر گئے تھے۔دونوں چھوٹے شیطان جن اس پر اچھلے۔انہوں نے حملہ کرتے وقت اپنے پنجے پھیلا لئے تھے اور ان پر خونی بھوت سوار ہو گیا تھا،اب عمرو عیار بھی ایک خونی ہیولا بن گیا تھا وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور پرے ہو گیا۔

جہاں عمرو عیار کھڑا تھا،چھوٹے شیطان جن وہاں آ کر گرے۔عمرو عیار کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں۔وہ بجلی کی طرح لپکا اور ایک چھوٹے شیطان جن کی گردن پر چاقو سے بھر پور وار کیا۔

عمرو نے وار اتنی شدت سے کیا تھا کہ چھوٹا شیطان جن گھومنے بھی نہ پایا تھا کہ اس کی گردن کٹ کر دور جا گری۔دوسرے لمحے دوسرا چھوٹا شیطان جن غصے میں بھر گیا اور اس نے جھپٹ کر عمرو پر حملہ کر دیا مگر عمرو عیار کو اس کی ذرا سی بھی پروانہ تھی۔عمرو آنکھ جھپکتے ہی دوسرے پتھر پر جا کھڑا ہو گیا اور چھوٹا جن اچھلتا ہو دوسری طرف جا گرا۔عمرو نے فوراً ہی چاقو سنبھالا اور جیسے ہی چھوٹا شیطان جن اس کے سامنے گرا اس نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس کی گردن پر خنجر سے بھر پور وار کیا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی اس کی گردن لٹک گئی۔

وہ ایک تیز غراہٹ کے ساتھ لڑکھڑاتا ہوا گھاس پر تڑپنے لگا اور دم توڑ دیا۔پہلا چھوٹے شیطان جن ایک طرف مرا پڑا تھا اور دوسرا بھی اس کے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کر مر گیا۔پھر عمرو نے ان دونوں کے مردہ جسم پر پاؤں رکھتے ہوئے اپنی فتح کے اعلان کے طور پر ایک زوردار چیخ ماری۔اس کی خوفناک چیخ سے ملک اقربا میں ہنگامہ برپا ہو گیا اور تمام جانور و پرندوں میں ہل چل مچ گئی۔اور خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگنے پھرنے لگے۔

پرندے ڈر کر درختوں سے اڑ رہے تھے اور چیختے ہوئے سفید سفید بادلوں کے نیچے پرواز کر رہے تھے وہ ادھر ادھر اڑ رہے تھے۔اوپر نیلا آسمان جگمگا رہا تھا،سامنے سمندر شور مچا رہا تھا۔بہت ہی دل کش نظارہ تھا۔عمرو عیار پھر سمندر کی طرف آیا اور خنجر کو دھو کر لنگوٹ میں رکھ لیا۔اور وہ پانی پی کر سیبوں کے ملک اقربا کی طرف ہو لیا۔سیبوں کے ملک اقربا میں آ کر عمرو عیار نے سیب توڑے اور کھانے شروع کر دیئے۔اس نے کافی سیب کھائے اور پھر وہ اس جگہ آ گیا جہاں اس نے درختوں کے ساتھ پتھروں کے پیالے رکھے ہوئے تھے۔

ان میں درختوں کے تنوں سے قطرہ قطرہ شربت ٹپک رہا تھا۔وہ شربت بیحد لذیذ ہوتا ہے۔اس کا رنگ ارغوانی ہوتا ہے۔افریقہ کے سب ہی باشندے اسے استعمال کرتے ہیں،جس کی وجہ سے ان کی بہترین توانائیاں برقرار رہتی ہیں۔اور لوگ صحت مند رہتے ہیں۔اس شربت کو بڑی لگن اور ذوق وشوق سے پیا جاتا ہے۔

عمرو عیار ہر روز ہی اس شربت کے آٹھ دس پیالے پیتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔بے شمار پیالے درختوں کے تنوں سے لگے ہوئے تھے۔درختوں کے تنوں میں چاقو یا خنجر سے ایک چھوٹا سا سوراخ کر کے اس میں ایک چھوٹا سا تنکا پھنسا دیا جاتا ہے۔ایک چھوٹی اور باریک شاخ پھنسا دی جاتی ہے۔جس کے ذریعے شربت قطرہ قطرہ پیالوں میں ٹپکتا رہتا ہے۔

جب پیالہ بھر جاتا ہے تو اسے افریقی اٹھا کر لے جاتے ہیں۔کئی پیالے بھر جاتے تھے اور ان سے شربت بہنے لگتا تھا اور اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔عمر عیار نے پیالے اٹھا اٹھا کر پینے شروع کر دیئے۔خالی پیالے دوبارہ تنوں سے لگا کر رکھ دیئے اور آگے چل دیا۔اس کا رخ سمندر کی طرف تھا۔

ابھی وہ زیادہ دور نہ گیا تھا کہ اچانک چٹان کے پیچھے سے چار چھوٹے شیطان جن نمودار ہوئے اور عمرو عیار کے سامنے آگئے۔ عمرو عیار انہیں دیکھ کر چونکا اور انہیں گھورنے لگا۔ چھوٹے شیطان جن اسے دیکھ کر خونی انداز میں غرانے لگے۔ عمرو عیار سمجھ گیا کہ وہ اس کا گوشت کھانا اور خون پینا چاہتے ہیں۔

مگر عمرو عیار کا گوشت کھانا اور خون پینا ان کے لئے آسان بات نہ تھی۔ عمرو عیار انہیں ہلاک کر دینے کی طاقت رکھتا تھا۔ وہ ملک اقربا کا بادشاہ تھا اور شیطانی ہیولا اسے ہلاک کر کے دوبارہ ملک اقربا کا بادشاہ بننا چاہتا تھا۔

مگر جب تک عمرو عیار زندہ تھا، وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکتے تھے، جن عمرو عیار کی موجودگی میں دوبارہ بادشاہ نہ بن سکتا تھا۔ اس لئے عمرو عیار ان سے جنگیں لڑتا رہتا تھا اور انہیں ختم کرتا رہتا تھا۔ وہ جنوں کو دیکھ کر اس وقت غیظ و غضب میں بھر گیا تھا۔ اس نے فوراً لنگوٹ سے خنجر نکال لیا اور اس کی آنکھوں میں وحشت اور درندگی لہرانے لگی۔

وہ ہوش کھو کر اب دیوانگی میں آ گیا، وہ اب دیوانہ عمرو عیار لگ رہا تھا۔

چھوٹے شیطان جن بھی اسے وحشیانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے غرا رہے تھے۔ عمرو عیار خنجر ہلا کر ان ہی کے انداز میں غرایا۔ ''تمہیں قتل کر کے مجھے دکھ ہوتا ہے کیونکہ میں نے تمہاری ماں جننی کا دودھ پیا ہے۔ میں تمہیں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔'' اسی لمحے چاروں چھوٹے شیطان جن غرائے۔

''تم ہمارے بھائی نہیں ہو، خطرناک درندے ہو، ہمارے خون کے پیاسے رہتے ہو اور ہمیں ختم کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہو اور ہماری نسل کو ہلاک کرتے جا رہے ہو۔ ہم تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ تمہارا خون پئیں گے اور تمہارا گوشت کھائیں گے۔'' عمرو عیار نے بھیانک انداز میں قہقہہ لگایا، پھر غرایا۔

''تم مر جاؤ گے، تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہ ہوگا۔ میں زندہ رہوں گا اور تمہیں ہلاک کر دوں گا اور تمہاری شاندار کھالوں سے اپنی جھونپڑی کے فرش کو سجاؤں گا۔ وہاں پہلے بھی تم جیسے سرکش درندوں کی کھالیں موجود ہیں، اور میں ان کی کھالوں کے بستر پر ہر رات آرام سے سوتا ہوں۔ میرے دوست بھی ان کھالوں پر آرام کرتے ہیں۔''

ایک چھوٹا شیطان جن گرجدار آواز میں غرایا۔

''تم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہماری کھالیں تمہاری جھونپڑی کے فرشوں کی زینت نہیں بن سکتیں۔ تم عنقریب ہمارے پیٹ کا ایندھن بن جاؤ گے۔ اور ہم تمہیں ہضم کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، ان کی غراہٹیں مدھم پڑ گئیں اور وہ اپنے پچھلے پاؤں پر بیٹھ گئے۔ عمرو عیار سمجھ گیا کہ اب وہ چاروں چھوٹے شیطان جن اس پر حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے وہ تیار ہو گیا اور خنجر کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اسی لمحے چھوٹے شیطان جن زور سے اچھل کر عمرو عیار کی طرف آئے اور عمرو عیار اچھل کر آگے کود گیا اور بجلی کی سی تیزی سے گھوم گیا۔

جہاں عمرو عیار کھڑا تھا، اس جگہ چھوٹے شیطان جن آ کر گرے۔ عمرو عیار بندر کی سی پھرتی سے اچھل کر ان کی طرف آیا اور پوری طاقت سے ایک چھوٹے شیطان جن کی گردن میں خنجر گھونپ دیا۔ اور اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ چھوٹے شیطان جن کی گردن لٹک گئی اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔

دوسرے چھوٹے شیطان جن نے عمرو عیار کی طرف پنجہ چلایا، عمرو عیار اچھل کر دوسری طرف آ گیا۔

اس طرف چوتھا چھوٹا شیطان جن موجود تھا اس نے عمرو عیار کی طرف پنجہ چلایا۔ عمرو عیار نے اس کے پنجے پر پوری قوت سے خنجر مارا۔ وار بھرپور کیا تھا

اس کا پنجہ کٹ کر دور جا گرا۔ وہ خوفناک انداز میں غرایا اور لڑکھڑا کر گرا۔ اس نے گرنے کے بعد عمرو عیار پر پنجہ چلایا۔

عمرو عیار نے ایک پرزور وار کر کے اس کا دوسرا پنجہ بھی کاٹ دیا۔ اور اس کے کاغذی پیٹ میں خنجر اتار دیا۔ خنجر سے اس نے چھوٹے شیطان جن کا پیٹ دور تک پھاڑ دیا۔ باقی دونوں چھوٹے شیطان جن اس پر اچھلے۔ عمرو عیار پلک جھپکتے میں کود کر دوسرے پتھر پر جا کر کھڑا ہو گیا اور انہیں گھورنے لگا۔

وہ آ کر اس کے سامنے گرے تھے اور عمرو عیار کو غضبناک انداز میں گھور رہے تھے۔ عمرو عیار ایک وحشی ہیولا بنا کھڑا ان کے سامنے موجود تھا۔ وہ سخت جوش اور اشتعال میں تھا۔ وہ غرایا۔ ''بھاگ جاؤ' بدبخت جنو۔''

وہ بھی غرائے۔

''وہ چھوٹا شیطان جن ہی کیا جو ڈر کر بھاگ جائے۔ ہم تمہیں ہلاک کر کے تمہارا گوشت کھائیں گے۔'' عمرو عیار ایک خونی قہقہہ لگانے کے بعد غرایا۔

''وہ سامنے ہی تمہارے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ان سے سبق لو، اور فرار ہو جاؤ۔ ورنہ تم بھی ان کے قریب ہی مردہ حالت میں پڑے نظر آؤ گے۔ انہوں نے بھی میرا خون پینے اور گوشت کھانے کا خواب دیکھا تھا۔ فوراً بھاگ نکلو یہاں سے۔'' وہ ایک ساتھ غرائے۔

''ڈر کر بزدل بھاگتے ہیں...... ہم بزدل نہیں۔ بہادر چھوٹے شیطان جن ہیں، چھوٹا شیطان جن جان تو دے سکتا ہے مگر دشمن سے ڈر کر بھاگ نہیں سکتا۔'' وہ زبردست انداز میں غرایا۔ ''تو پھر اب تم بھی مارے جاؤ گے۔''

چھوٹے شیطان جن غصیلے انداز میں غرانے لگے اور اس پر فوراً ہی اچھل پڑے۔ عمرو عیار غافل نہ تھا۔ وہ ان کے اس حملے کے لئے بالکل تیار تھا اور وہ

دوسری طرف اچھل گیا۔ جیسے ہی چھوٹے شیطان جن اس کے قریب گرے۔ اس نے غرا کر ایک چھوٹے شیطان جن کی گردن پر خنجر مارا۔ اس کی گردن بھی کٹ کر لٹک گئی اور خون کا فوارہ ابل پڑا۔ وہ چکرا کر گرا اور کچھ دیر تڑپنے کے بعد مر گیا۔

اب اکیلا چھوٹا شیطان جن کھڑا عمرو عیار کو وحشیانہ انداز میں گھورتا ہوا غرا رہا تھا۔ ''میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔'' عمرو عیار فتح مندانہ انداز میں غرایا۔

''تمہارے تین ساتھی دم توڑ چکے ہیں۔ میرے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ میں تمہیں موقعہ دیتا ہوں فرار ہو جاؤ۔ اپنی جان بچاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو کہ جان بچ گئی۔''

چھوٹا شیطان جن غیظ بھری آواز میں غرایا۔ ''میں تمہارا خون پی کر ہی دم لوں گا۔'' عمرو عیار بھی غرایا۔ ''دم تو میں ابھی تمہارا توڑ دیتا ہوں۔''

چھوٹا شیطان جن فوراً ہی اس پر اچھلا، وہ کود کر پرے ہو گیا۔ وہ چھوٹے شیطان جن کی زد سے باہر ہو کر گھوما۔ چھوٹے شیطان جن کے گرتے ہی اس نے پوری طاقت سے اس کی گردن کی طرف خنجر چلایا۔

چھوٹے شیطان جن نے اچھلنے کی کوشش کی مگر اسے ذرا تاخیر ہو گئی اور عمرو عیار کے خنجر نے گاجر کی طرح اس کی گردن نصف سے زیادہ کاٹ دی۔ چھوٹا شیطان جن ایک تیز غراہٹ کے ساتھ گرا اور تڑپنے کے بعد مر گیا۔ عمرو عیار اسے خونی انداز میں گھور رہا تھا۔ اگلے روز خوف پور کا ایک آدمی عمرو عیار کے پاس آیا اور بولا۔ آپ ہماری مدد کیجئے۔

عمرو عیار بولا۔ کیا بات ہے ایسی کیا بات ہو گئی۔ وہ آدمی بولا۔ ایک شیطانی ہیولا ادھر آ نکلا ہے اور روز بروز ہمارے لوگوں کو کھا جاتا ہے۔ وہ ہمارے قابو نہیں آ رہا ہے۔ آپ کچھ کیجئے ورنہ ہم لوگ برباد ہو جائیں گے۔

عمرو عیار اس آدمی کے ساتھ اندھیر نگری کی طرف چل پڑا۔ اندھیر نگری جب عمرو عیار پہنچا تو دور دراز انسانی ڈھانچوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ عمرو عیار بولا۔ کیا یہ اس شیطانی ہیولے کا کام ہے۔ وہ آدمی بولا۔ جی ہاں۔ اس شیطانی ہیولے نے تو ہمارا نام ونشان تک مٹا دینے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ خدا کے لیے ہماری جان چھڑائیں اس سے۔ عمرو عیار بولا۔ ہمت نہ ہارو خدا ہماری مدد کرے گا۔ وہاں کے لوگوں نے رو رو کر عمرو عیار کے آگے فریاد کی کہ وہ ظالم شیطانی ہیولا ان کا خاتمہ کر رہا ہے۔

عمرو عیار نے سب کو دلاسہ دیا اور کہا۔ آپ فکر نہ کریں میں اس کو ختم کر دوں گا۔ رات کو عمرو عیار نے سب لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور کہا۔ تم یہاں رکو ادھر اُدھر کوئی نہ جائے۔ میں دیکھتا ہوں وہ کیسے حملہ کرتا ہے۔ سب لوگ آرام سے سو گئے۔ عمرو عیار ادھر اُدھر ٹہلنے لگا اور اس شیطانی ہیولے کا انتظار کرنے لگا۔ اچانک دور سے بھیانک آوازیں آنے لگیں۔ عمرو عیار سمجھ گیا کہ وہ آ رہا ہے۔ عمرو عیار اس طرف لپکا۔ آوازیں مسلسل آ رہی تھیں۔ عمرو عیار پھرتی سے ادھر اُدھر دیکھتا جا رہا تھا۔ یہاں درختوں کا گھنا ذخیرہ تھا۔ اچانک آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ عمرو عیار ہوشیار ہو گیا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ اچانک ایک درخت کی شاخیں عمرو عیار کی طرف بڑھیں اور عمرو عیار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عمرو عیار نے لاکھ چھڑانے کی کوشش کی مگر وہ اپنا گھیرا تنگ کر رہی تھیں۔ عمرو عیار نے اپنا خنجر نکالا اور شاخوں کو کاٹنے لگا۔ کیونکہ اب اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔

عمرو عیار نے بڑی جدوجہد کے بعد اپنے آپ کو شاخوں سے چھڑایا اور واپس بھاگا۔ اچانک عمرو عیار کو ادھر سے چیخوں کی آوازیں آنے لگیں۔ عمرو عیار اور تیزی سے بھاگا۔ جب عمرو عیار وہاں پہنچا تو ایک عورت رو رہی تھی۔ عمرو عیار

نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ وہ عورت بولی۔ ہونا کیا ہے۔ وہ شیطانی ہیولا میری بیٹی کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ عمرو عیار اس طرف بھاگا جہاں شیطانی ہیولا اس لڑکی کو اٹھا کر لے گیا تھا۔ عمرو عیار ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ سامنے سمندر آ گیا تھا۔ سمندر کے قریب ایک لاش پڑی تھی۔ عمرو عیار بھاگ کر وہاں پہنچا۔ سامنے اس لڑکی کی لاش پڑی تھی اس کا سارا گوشت شیطانی ہیولا کھا چکا تھا اور ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں۔ عمرو عیار کا غصہ سے جسم کانپنے لگا۔ وہ غصے سے چیخنے لگا۔ نہیں چھوڑوں گا تجھے کتے شیطانی ہیولے۔ کل کی رات تیری زندگی کی آخری رات ہو گی۔ عمرو عیار واپس ناکام آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہاں پہنچا تو لوگ سوالیہ نظروں سے عمرو عیار کو دیکھ رہے تھے۔ عمرو عیار نے کہا۔ گھبراؤ نہیں کل کی رات اس شیطان کی آخری رات ہو گی۔ صبح عمرو عیار نے شیطانی ہیولے کے لئے بندوبست شروع کر دیا۔ جگہ جگہ لکڑیوں کے انبار لگائے اور کچھ قبیلے کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ عمرو عیار نے علاقے کے اردگرد حفاظتی انتظام مکمل کر لیا۔ اب عمرو عیار کو رات ہونے کا انتظار تھا۔ جونہی شام ہوئی عمرو عیار نے سب عورتوں اور بچوں کو ایک بڑے جھونپڑے میں بند کر دیا اور پھر لکڑیوں کے انبار کے پاس ایک آدمی کھڑا کر دیا۔

عمرو عیار نے سب لکڑیوں کے انباروں کو آگ لگا دی اور خود اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اب لمحہ لمحہ صدی کی مانند گزر رہا تھا۔ اچانک عمرو عیار کو ایک ترکیب سوجھی۔ وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ اب جو لوگ آگ کے پاس کھڑے تھے وہ خوف سے کانپنے لگے کیونکہ وہ اس شیطان کا سامنا نہیں کر سکتے تھے۔ اچانک [illegible] کی طرف سے بھیانک آوازیں آنے لگیں۔ عمرو عیار سمجھ گیا کہ شیطانی ہیولا اب چالاکی سے کام لے رہا ہے۔ عمرو عیار نے بجائے ادھر جدھر سے آوازیں آ رہی تھیں جانے کی بجائے دوسری طرف کا رخ کیا۔ اب وہ ہوشیاری سے درختوں کی

اوٹ سے گزر رہا تھا۔ عمرو عیار کو دو درختوں کی اوٹ سے ایک لمبا شیطانی سرکٹا نظر آ گیا۔ عمرو عیار ایک درخت پر چڑھا اور پتوں میں چھپ گیا۔ جب وہ ادھر سے گزرا تو دھڑام سے عمرو عیار نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس شیطانی سرکٹے نے عمرو عیار کو پکڑ کر دور پٹخ دیا۔

عمرو عیار پھر اٹھا اور شیطانی سرکٹے کی طرف لپکا۔ شیطانی سرکٹے نے پھر عمرو عیار کو سر سے پکڑا اور اٹھا کر دور پھینک دیا۔ عمرو عیار پر بے ہوشی طاری ہونے لگی اور اسے ہر چیز دھندلی نظر آنے لگی اور آخر وہ بے ہوش ہو گیا۔ شیطانی سو کٹے اب بستی کی طرف بڑھا۔ جو پہرے پر تھے وہ سرکٹے کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ادھر عمرو عیار کے ہوش و حواس درست ہوئے تو شیطانی ہیولا غائب تھا۔ عمرو عیار بستی کی طرف بھاگا۔ شیطانی سرکٹا آگ کے شعلوں سے بچ کر جھونپڑے کی طرف لپکا اور دروازہ توڑ دیا۔ عورتوں کی چیخیں نکل گئیں۔ اتنے میں عمرو عیار نے جمپ لیا اور سرکٹے کو سختی سے دبوچ لیا۔ سرکٹے نے پھر عمرو عیار کو پکڑ کر آگ کے مچان کی طرف پھینکا مگر عمرو عیار دوسری طرف گرا۔ شیطانی سرکٹا غصے سے عمرو عیار کی طرف لپکا۔ عمرو عیار تیزی سے اٹھا اور پورے زور سے سرکٹے کے پیٹ پر لکڑی ماری۔ شیطانی سرکٹا آگ کے مچان میں جا گرا اور پھر آگ میں جل کر بھسم ہو گیا۔ شیطانی سرکٹا کے ختم ہوتے ہی وہاں دھواں پھیلتا چلا گیا اور عمرو عیار بھی آنکھیں بند کر کے کھانسنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عمرو عیار نے آنکھیں کھولیں تو وہاں شیطانی سرکٹا اور اس کے چیلے غائب ہو چکے تھے۔

☆......☆......☆